عیسائی مذہب

کا

تعارف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی، الہند

جملہ حقوق محفوظ

نام	:	عیسائی مذہب کا تعارف
مصنف	:	مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیام امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۱۰۰۰
سال	:	۲۰۱۹
قیمت	:	۶۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.com
E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14 محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی

۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳ (لکھنؤ)

۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبلپور، مدھیہ پرادیش، 9424708020

۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور

فہرست

عرض مؤلف ۷
تعارف ۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ۹
یسوع ناصری ۹
حالات زندگی ۱۰
اسلامی نظریہ ۱۱
عیسائیوں کے عقائد ۱۲
موجودہ عیسائیت ۱۲
۱۔ عقیدۂ تثلیث کا ۱۲
(الف) باپ ۱۳
(ب) بیٹا ۱۳
(پ) روح القدس ۱۵
۲۔ عقیدہ کفارہ ۱۵
۳۔ عقیدہ پاپائیت ۱۶
دو عظیم کلیسا کا اختلاف ۱۶
پاپائی نظام ۱۷
۴۔ دستاویز مغفرت ۱۸
نبوت ورسالت کا عقیدہ ۱۹
آخرت کا عقیدہ ۱۹
حیات ثانیہ کا عقیدہ ۲۰
نجات کا عقیدہ ۲۰

گناہ کی پہچان ۲۰
یسوع پر ایمان ۲۱
صلیب کا عقیدہ ۲۱
رہبانیت کا عقیدہ ۲۱
دین کے پاسبان کا تصور ۲۲
عبادات کے طریقے ۲۵
عبادات کی مختلف شکلیں ۲۵
نماز یا حمد خوانی ۲۵
روزہ ۲۶
عشائے ربانی کا سبب ۲۶
تعمید کا عمل ۲۸
عیسائیوں کا معاشرتی نظام ۲۹
میراث ۳۰
طلاق ۳۰
عیسائیوں کی رسومات ۳۱
رسم بپتسمہ (Baptism) ۳۱
بپتسمہ لینے کا طریقہ ۳۱
عشاء ربانی ۳۲
عشاء ربانی کا پس منظر ۳۲
رسم کو بجالانے کا طریقہ ۳۲
عیسائی مذہب کے اہم تہوار ۳۳
کرسمس (Christmas) ۳۳

ایسٹر (Easter) ۳۳
ایسٹر یا یوم دیوی آسٹر ۳۳
عیسائیت کی اہم شخصیات ۳۴
ا۔ پطرس یا پیٹر ۳۴
۲۔ ساؤل یا پال ۳۴
۳۔ برناباس (یوسف) ۳۴
مسیحی اور غیر قوم ۳۵
عیسائی مذہب کی مقدس کتابیں ۳۶
حواری ۳۶
حواریوں کی تعداد ۳۶
مقدس کتاب عہد نامہ عتیق (Old Testament) ۳۷
مقدس کتاب عہد نامہ جدید (New Testament) ۳۷
ابیونیوں کی انجیل ۴۰
اناجیل برنابا ۴۱
اناجیل کی صحت ۴۲
عہد جدید کے دیگر اسفار ۴۳
پولس کے خطوط ۴۳
پال کے خطوط (pauline Epistles) ۴۴
یوحنا کے خطوط اور مکاشفات ۴۴
عیسائی فرقے اور جماعتیں ۴۴
مقدونیوس ۴۵
نسطورین ۴۶

اختلاف کی بنیاد ۴۷
ا۔ کیتھولک ۴۸
۲۔ پروٹسٹنٹ ۴۹
ایونجلیکل ازم (Evengelicalism) ۵۰
۳۔ آرتھوڈکس ۵۱
آرتھوڈکس کا عقیدہ ۵۲
عیسائیوں کے تینوں فرقے کے عقائد ایک نظر میں ۵۲
مارونیہ ۵۲
مذہب عیسائیت کا خلاصہ ۵۳
اسلام اور عقیدۂ کفارہ ۵۴
بنی نوع انسان کا گناہگار ہونا ۵۴
مسیح کی موت ۵۵
تصور شریعت اور عیسائیت ۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مولف

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

دورِ جدید میں عیسائیت آبادی کے اعتبار سے دنیا کا بڑا مذہب مانا جاتا ہے۔ ایشیاء، افریقہ اور امریکہ میں اس مذہب کی ترویج واشاعت کی ایک اہم وجہ کالونیل ازم یعنی نو آبادیاتی نظام ہے۔ نو آبادیاتی نظام سے مراد کسی ایک علاقے کے لوگوں کا دوسرے علاقے میں جا کر اپنی نئی آبادیاں قائم کرنا اور وہاں قبضہ کرنا ہے۔ عام طور پر جہاں بھی نو آبادی قائم کی جاتی ہے وہاں کے اصل باشندوں کو زیرنگیں لا کر ان پہ اپنے قوانین، معاشرت اور حکومت بھی مسلط کیے جاتے ہیں۔ تاریخ میں اس سے پہلے دوسرے علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں غلام بنانے کا رواج رہا ہے مگر جدید دور میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ایک قوم کا دوسری قوموں پر مسلط ہونے کے اس عمل کا آغاز چودھویں صدی میں رومن ایمپائر نے کیا۔ یورپ میں مقیم عیسائیوں نے افریقہ، امریکہ اور ایشیاء میں اپنی نئی آبادیاں قائم کیں۔

نو آبادیاتی کا یہ رجحان اہل یورپ کے لیے نہ صرف معاشی اور سیاسی طور پر فائدہ مند رہا بلکہ اس سے ان کے مذہب کی بھی بہترین تبلیغ ہوئی۔ نئی آبادی قائم کرنے والے عیسائیوں میں بہت سی مشنریز بھی ہوتی تھیں۔ ان مشنریز کے لوگ مقبوضہ علاقے میں اپنے مذہب کی بھرپور اشاعت کرتے تھے۔

ہندوستان میں عیسائیت کی باقاعدہ تبلیغ سولہویں صدی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام سے ہوئی۔ بعدازاں جب برصغیر پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو یہاں کے پادریوں کو سرکا

ری سطح پر سرپرستی حاصل ہوگئی اور تبلیغی کوششیں مزید تیز ہوتی گئیں۔

اسی طرح اٹھارویں صدی کے آخر میں پروٹسٹنٹ عیسائی جنوبی افریقہ میں آباد ہوئے اور یہاں اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ برصغیر اور افریقہ میں ان پادریوں نے مختلف طریقوں سے عیسائیت کی تبلیغ کی مہم شروع کی۔ سماجی خدمات، علمی خدمات، مناظرے غرض کہ ہر طریقے سے عیسائیت کے فروغ کے لیے یہاں عیسائی آبادکاروں نے جدوجہد کیں جس کے نتیجے میں ایک بڑی تعداد نے عیسائیت کو اپنا لیا۔

اس طرح یہ ایک اہم مذہب ہے جس کے عقائد سے داعی حضرات کو واقف ہونا اس قوم میں دعوت کے لئے بہت مفید ہوگا اسی مقصد سے اس کتاب میں عیسائی مذہب کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے جس میں ان کے عقائد، عبادات، معاشرت اور مذہبی کتابوں کے ساتھ ان کے فرقے و رسوم سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور اس قوم کو خصوصاً اور پوری انسانیت کو عموماً ہدایت نصیب فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا متمنی

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم، ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۲/۱/۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

عیسائیت آبادی کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، اس کے پیروکار دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں پائے جاتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام

آپ کا نام یشوع، عبرانی میں یسوع اور عربی میں عیسیٰ تھا جو انگریزی میں Christ بن گیا۔ یسوع کے معنیٰ سید اور مبارک کے ہیں، نیز اس کا معنیٰ ہے: ''نجات دلانے والا''۔

آپ علیہ السلام کا دوسرا نام مسیح ہے جو مسح سے مشتق ہے، مسح کے معنیٰ کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا اور اس سے برا اثر دور کرنا ہے یعنی بیماری دور کرنا۔ (مفردات القرآن، از امام راغب) آپ قریب المرگ بیمار لوگوں کو صحت مند کر دیتے تھے اس وجہ سے آپ کا لقب مسیح تھا۔

یسوع ناصری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''یسوع ناصری'' بھی کہا جاتا ہے چونکہ آپ قصبہ ناصرہ میں پیدا ہوئے تھے اسی ناصرہ قصبہ کی نسبت سے آپ کو یسوع ناصری کہا جاتا ہے، الغرض آپ کا ذاتی نام یشوع یا یسوع عیسیٰ تھا، مسیح آپ کا وصفی نام تھا اور ناصری آپ کا لقب تھا اور ابن مریم آپ کی کنیت تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام برحق اور برگزیدہ رسول ہیں آپ کی تعلیمات برحق اور،

صداقت پر مبنی تھی جو عقل اور فطرت کے عین مطابق تھی، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پولوس نے عیسائیت کا حلیہ بگاڑ دیا اور نئے عقائد اور باطل نظریات عیسائیت میں شامل کر دیئے، جس کی وجہ سے عیسائی مذہب مشرکانہ دین بن گیا اور موجودہ مسیحی دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصل پیش کردہ دین سے بالکل الگ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور کفالت کے بارے میں جہاں تک قرآن حکیم کا تعلق ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مریم کو ان کی والدہ نے خدا کی نذر کیا ہوا تھا، پیدائش کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی کفالت کی ذمہ داری ادا کی ان کی والدہ حضرت مریم ہیکل کی محرابوں میں سے ایک میں رہتی تھیں جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے:

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: '' اُس نے اس کا کفیل (سرپرست) بنایا اُس کا زکریا کو، جب بھی داخل ہوتے اس کے پاس زکریا محراب (حجرے) میں، تو پاتے اُس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں، انہوں نے کہا اے مریمؑ! کہاں سے (آیا) ہے تیرے پاس یہ؟ اس (مریمؑ) نے کہا یہ اللہ کے یہاں سے ہے، بیشک اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب''۔ (سورہ آل عمران: ۳۷)

حالات زندگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن اور جوانی کے حالات انجیلوں میں بہت ہی کم بیان ہوئے ہیں ابتدائی تعلیم اور مذہبی عبادات وغیرہ انہوں نے گھر پر ہی سیکھیں، اس دوران وہ سبت (مقدس دن) کی مجالس میں بھی برابر شریک ہوتے رہے۔ ان کی جوانی کا عہد کہاں

اور کس طرح گزرا اس بارے میں مورخین کوئی حتمی رائے نہیں رکھتے۔ تاریخ اس معاملے میں خاموش ہے، خدا نے آپ کو کئی معجزات بھی دیے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ قریب المرگ بیمار لوگوں کو صحت مند کر دیتے تھے اس وجہ سے آپ کا لقب مسیح تھا۔ آپ کی دعوت کے نتیجے میں بارہ افراد آپ کے خاص شاگرد ہوئے جنہیں حواری کہا جاتا ہے

یہودیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے ذریعہ قتل کر دیا گیا تھا پھر یسوع اپنے مصلب ہونے کے بعد تیسرے روز دوبارہ زندہ ہو گئے اور آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ عیسائیوں کے نزدیک یہ عظیم قربانی انہوں نے نسل انسانی کو اولین گناہ سے پاک کرنے کے لیے دی تھی جو حضرت آدمؑ و حوا سے سرزد ہوئی تھی اس لئے ہر انسان اس گناہ کا بوجھ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں نجات دہندہ بھی کہا جاتا ہے۔

اسلامی نظریہ

اس سلسلے میں اسلامی نظریہ مختلف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کر لی تھی اور وہ اس لغزش سے پاک ہو گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ انہیں پہلے ہی آسمان پر اٹھا لیا گیا اور ان کی جگہ سولی اس شخص کو ملی جس نے آپ کی مخبری کی تھی۔ جہاں تک اولین گناہ کا تعلق ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ بہت پہلے حضرت آدم و حوا کی توبہ قبول کر لیا تھا اس لئے اس کے گناہ کا کوئی بوجھ کسی انسان پر نہیں ہے۔

❁❁❁

عیسائیوں کے عقائد

موجودہ عیسائیت کا بانی سینٹ پال یا پولوس رسول تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات کو تبدیل کر دیا تھا جیسے:

۱۔ شریعت کو لعنت ٹھہرایا اور عیسائیوں کے لئے تورات موسوی قانون کی پابندیاں ختم کر دیں۔ ۲۔ رومی اور یونانی تہواروں کی مشرکانہ رسوم و عبادات کو مسیحیت کا حصہ بنا دیا۔ ۳۔ ختنہ کا حکم منسوخ کر دیا۔ ۴۔ الوہیت مسیح، ابنیت مسیح اور عقیدہ کفارہ جیسے جدید عقائد پر بنیاد رکھی۔

موجودہ عیسائیت

سینٹ پال اور دیگر عیسائیوں نے جدید عیسائی عقائد کی بنیاد درج ذیل عقیدوں پر رکھی ہے:

۱۔ عقیدہ تثلیث ۲۔ عقیدہ کفارہ ۳۔ عقیدہ پاپائیت ۴۔ دستاویز مغفرت

۱۔ عقیدۂ تثلیث کا

عیسائی مذہب وجود خداوندی کی تمام صفات کو تسلیم کرتا ہے البتہ تصور خدا کے باب میں عقیدہ تثلیث کا اعتقاد رکھتا ہے۔

تثلیث کے متعلق عیسائیوں کے یہاں ایک مشہور فلسفہ ہے کہ تین ایک میں ایک تین میں، یہ فلسفہ خدا کے سلسلے میں اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا تین اقانیم سے مرکب ہے:

۱۔ باپ ۲۔ بیٹا ۳۔ روح القدس

اس عقیدے کو عقیدۂ تثلیث کہا جاتا ہے۔ البتہ اس عقیدے کی تشریح میں عیسائی علماء کا اختلاف رہا ہے۔ عام عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق باپ، بیٹے اور روح القدس

کے مجموعے کا نام خدا ہے۔ جبکہ بعض عیسائی علماء باپ، بیٹے اور کنواری مریم کو تین اقنوم قرار دیتے ہیں جن کا مجموعہ خدا ہے، ان اقانیم ثلاثہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) باپ

عیسائیوں کے نزدیک باپ سے مراد خدا کی تنہا ذات ہے، یہ ذات بیٹے کے وجود کے لئے اصل ہے، مشہور عیسائی فلاسفر سینٹ تھامس نے اسطرح تشریح کی ہے:

''باپ کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے کسی کو جنا ہے اور کوئی ایسا وقت گزرا ہے جس میں باپ تھا اور بیٹا نہیں تھا بلکہ یہ ایک خدائی اصطلاح ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ باپ بیٹے کی اصل ہے، جس طرح ذات صفت کے لئے اصل ہوتی ہے ورنہ جب باپ موجود ہے تو اس وقت سے ہی بیٹا موجود ہے اور ان میں سے کسی کو کسی پر کوئی اولیت حاصل نہیں ہے''۔ (تھامس کی بنیادی تحریریں، جلد ۱، صفحہ ۳۲۴)

پھر خدا کو باپ کیوں کہا جاتا ہے اس کا جواب ایک عیسائی عالم الفریڈ ای گار وے اس طرح دیتا ہے:

''اس سے کئی حقائق کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے، ایک تو اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ تمام مخلوقات اپنے وجود میں خدا کی محتاج ہیں جس طرح بیٹا باپ کا محتاج ہوتا ہے، دوسری طرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ خدا اپنے بندوں پر اس طرح شفیق اور مہربان ہے جس طرح باپ اپنے بیٹوں پر مہربان ہوتا ہے''۔ (انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ اتھکس، جلد ۲ صفحہ ۵۸۵)

(ب) بیٹا

بیٹے سے مراد عیسائیوں کے نزدیک خدا کی صفت کلام ہے، لاگس کا کلمہ ابتدا خدا کی ایک صفت تھی لیکن یونانی فلاسفر فائلو نے اس کو ایک مستقل بالذات ہستی اور خدا کا نقش اول قرار دیا ہے، اس کے خیال میں خدا نے براہِ راست تخلیق عالم کا کام انجام نہیں دیا بلکہ پہلے کلمے کو تخلیق کیا اور پھر اس کی وساطت سے دنیا پیدا کی، اس طرح گویا کلمہ ایک

خدائے ثانی تھا۔ گویا کہ اول درجے کا خدا بیٹا تھا یعنی خدا اور خدا کا مولود ایک ہی ذات میں شریک تھے اور اس شرکت کی وجہ سے خدا کا بیٹا اس بات کا اہل تھا کہ خطا کار انسان اور خدائے قادر میں جس تک انسان کی رسائی ممکن نہیں ایک واسطہ بن جائے۔

انسانوں کی صفت کلام اور خدا کی صفت کلام کے درمیان کیا فرق ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے عیسائی عالم سینٹ تھامس کہتا ہے:

''انسانی فطرت میں صفت کلام کوئی جوابی وجود نہیں رکھتی، اسی وجہ سے اس کو انسان کا بیٹا یا مولود نہیں کہہ سکتے لیکن خدا کی صفت کلام ایک جوہر ہے جو خدا کی بابت میں اپنا ایک وجود رکھتا ہے اس لئے اس کو حقیقتاً نہ مجازاً بیٹا کہا جاتا ہے بلکہ اس کی اصل کا نام بیٹا ہے''۔

الغرض عیسائیوں کے نزدیک صفت کلام باپ کی طرح قدیم ہے، خدا کی یہی صفت حضرت عیسیٰؑ کی انسانی شکل میں حلول کر گئی تھی جس کی وجہ سے یسوع بن مریم کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے، اور یہ عقیدہ مسیح ایمان کی بنیاد ہے، جیسا کہ ۳۲۵ء میں شفیقیہ کی کونسل نے فیصلہ صادر کیا کہ ''بیٹا'' بھی باپ کی طرح ابدی اور غیر فانی ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو قابل گردن زنی قرار دیا گیا۔ بعد میں ڈنٹ کی کونسل نے اس کی تاکید کی اور عیسائیت کے یہ اصول طے کر دیئے۔

''ہم ایمان لائے خدا کی قدرت والے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق ہے، ہم ایمان لائے رب یسوع مسیح ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے جو باپ کے یہاں جملہ کائنات سے پہلے پیدا ہوا، وہ عین ذات ہے الٰہ اور نور نور ہے، وہ عین خدا ہے، وہ مولود ہے، مخلوق نہیں، باپ اور اس کا جوہر ہے، وہ ایک ہے، اس کی وساطت سے تخلیق اشیاء ظہور میں آئیں، یعنی جو کچھ زمین وآسمان میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اس کا نزول وحلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا مبتلائے بلا ہوا اور تیسرے دن اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان

پر چڑھ گیا اور اب زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پھر آئے گا"۔ (کونسل آف ٹرنٹ)

(پ) روح القدس

اس سے مراد باپ بیٹے کی صفت حیات اور صفت محبت ہے یعنی اس صفت کے ذریعہ خدا کی ذات (باپ) اپنی صفت علم (بیٹے) سے محبت کرتی ہے اور بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے، یہ صفت بھی جوہری وجود رکھتی ہے اور باپ بیٹے کی طرح قدیم ہے، اس وجہ سے اسے مستقل اقنوم کی حیثیت حاصل ہے۔ (اگستائن، سٹی آف گاڈ)

اناجیل میں ہے اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی ہے کہ جب حضرت مسیح کو بپتسمہ دیا جا رہا تھا تو آسمان کھل گیا اور یہی روح القدس ایک کبوتر کے جسم میں حلول کر کے حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور آسمان سے آواز آئی:

"یہ میرا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"۔ (انجیل متی، باب نمبر ۳، آیت نمبر ۱۶)

خلاصہ یہ کہ عیسائیت میں خدا تین اقانیم پر مشتمل ہے:

۱۔ خدا کی ذات جسے باپ کہتے ہیں۔

۲۔ خدا کی صفت کلام جسے بیٹا کہا جاتا ہے۔

۳۔ خدا کی صفت حیات ومحبت جسے روح القدس کہا جاتا ہے۔

ان تین میں سے ہر ایک خدا اور تینوں مل کر تین خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے، یعنی: "تثلیث فی التوحید" "تین میں ایک اور ایک میں تین ہے"۔

۲۔ عقیدہ کفارہ

عقیدۂ کفارہ موجودہ عیسائیت کی عمارت کی بنیاد ہے، اس کے لفظی معنٰی ڈھانکنے اور چھپانے کے ہیں، اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ یسوع مسیح نے صلیب پر جان دے کر تمام بنی آدم کے گناہوں کو چھپا لیا اور ان کے لئے نجات کا موجب بن گئے ہیں یہ عقیدہ موجودہ عیسائیت کی جان ہے۔

عقیدہ کفارہ یعنی کفارہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم و حوا علیہم السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا کر جو گناہ کیا تھا اس کی وجہ سے انسان اس گناہ کا بوجھ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ یسوع مسیح نے صلیب پر جان کی قربانی دے کر تمام بنی آدم کو اس گناہ کے بوجھ سے نجات دی ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسانیت کے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے بلکہ یہ صرف اسی ابتدائی گناہ کے بوجھ کا کفارہ ہے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت آدم وحوا نے جب توبہ کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا تو پھر ان کی اولاد میں سے کوئی اس گناہ کا بوجھ لے کر پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر انسان اپنی پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے اور اس کی زندگی کی صلیب صاف ہوتی ہے۔ پھر وہ زندگی بھر اس پر نیک یا بد اعمال ریکارڈ کرواتا رہتا ہے۔

۳۔ عقیدہ پاپائیت

عیسائیت کو سرکاری مذہب کا درجہ قسطنطین شہنشاہ روما نے دیا۔ اس لحاظ سے مذہبی اور دنیاوی امور یکجا ہو گئے اور حکومت روما مقدس بن گئی۔ اس دور میں کلیسا کا انتظام پانچ بڑے پادریوں کے ذمے تھا جنہیں "Patriachs" کہا جاتا تھا، جو انگریزی میں فادر کے ہم معنٰی ہے۔

دو عظیم کلیسا کا اختلاف

کلیسا دو تھے، مغرب میں روم کا اور مشرق میں قسطنطینہ کا، رومی کلیسا کو اس بات پر ناز تھا کہ پطرس اور پولوس نے روم میں ہی وفات پائی تھی اور وہی عیسائیت کی اصل روایات کے علمبردار تھے، دوسری طرف قسطنطنیہ کا کلیسا بھی اپنے آپ کو کم اہم نہ سمجھتا تھا، اس لئے کہ اس دور میں قسطنطنیہ ہی سلطنت روما کا دارالحکومت یا مرکزی مقام تھا۔ اس لئے وہ رومی کلیسا پر برتری رکھتا تھا۔ دونوں کلیساؤں میں اختلاف کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ دونوں کی زبانیں مختلف تھیں۔

رومی کلیسا میں لاطینی اور قسطنطنیہ میں یونانی۔ دونوں کی تعلیمات کا ترجمہ جب ایک زبان سے دوسری زبان میں ہوتا تو مطالب ومفہوم میں اختلاف پیدا ہو جاتا اور دونوں میں بحث چھڑ جاتی۔ ان ہی وجوہات کی وجہ سے دونوں میں اختلافات کی خلیج اس حد تک وسیع ہوئی کہ دونوں کبھی متحد نہ ہو سکے اور مذہب کے ایک منظم ادارے کی حیثیت سے کلیسا کا نظام پارہ پارہ ہوگیا۔ اس پر مزید ستم یہ کہ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائی افواج نے کلیسائے قسطنطنیہ کے علاقوں کا تاخت وتاراج کیا جس سے اختلافات اور بڑھ گئے۔

پاپائی نظام

وہ شخص جس نے سب سے پہلے پاپائی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا وہ گریگوری اول (ولادت ۵۴۰ء وفات ۶۰۹ء) تھا اس دور میں بہت سی وحشی اقوام عیسائیت میں داخل ہوئیں جس سے پوپ کی قوت میں اضافہ ہوا۔ وہ دینی اور دنیاوی دونوں طاقتوں کا منبع وسرچشمہ قرار دیا گیا اور اس سلسلے میں اسے غیر محدود اختیارات حاصل ہو گئے حتی کہ بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کو پوپ کی حمایت کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

پوپ کی زبردست طاقت کا یہ دور ۸۰۰ عیسوی سے شروع ہوا، جب رومتہ الکبریٰ کی مقدس سلطنت کے پہلے شہنشاہ شارلی مان کو روما میں پوپ نے مذہبی رسوم کے ساتھ اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا۔ اسی تاج پوشی کے بعد سے ہی سلطنت روما کا نام ”مقدس سلطنت روما“ رکھ دیا گیا۔

جب پوپ نے شارلی مان کو اس سلطنت کا فرمانروا بنایا تھا اس وقت اس کی حدود میں وہ تمام ممالک پوپ نے شارلی مان کو اس سلطنت کا فرمانروا بنایا تھا اس وقت اس کی حدود میں وہ تمام ممالک شامل تھے جو آج کل فرانس، جرمنی، اٹلی اور وسط یورپ کی ریاستوں یوگوسلاویہ اور رومانیہ کے نام سے موسوم ہیں۔

۸۰۰ء کے بعد سے پوپ ہی معنوی فرمانروا تھا، اس تاریخ کے بعد سے

سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی تک یورپ کے بادشاہوں کا تخت وتاج عملاً پوپ کے ہاتھ میں تھا وہ جسے چاہتا تخت پر بٹھا سکتا اور جسے چاہتا تخت سے محروم کر دیتا۔

پوپ کے ایک ہاتھ میں یورپ کے بادشاہوں کے تاج تھے تو دوسرے ہاتھ میں عوام کے دل ودماغ کی باگ ڈور، سیاسی قوت اور مذہبی اثر، پھر دولت نے کلیسا کو وقت کا اہم ترین ادارہ بنا دیا تھا، لیکن کلیسا نے ان اختیارات کا صحیح استعمال نہ کیا، اگر بادشاہ کلیسا کے احکام سے سرتابی کی جرأت کرتا تو وہ تخت وتاج سے محروم کر دیا جاتا اور عوام میں سے کوئی سرکشی کرتا تو اسے الحاد وبے دینی کی سزا دی جاتی تھی۔

۴۔ دستاویز مغفرت

عیسائیت میں کفارے کے عقیدہ کا بانی پولوس (سینٹ پال) قرار دیا جاتا ہے عہد نامہ جدید میں پولوس کے خطوط میں یہ عبارت نہایت واضح ہے:

”تمہیں ایمان کے وسیلہ سے ہی نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں، خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے“۔ (افسیوں ۲:۹۔۸)

اسی عقیدے کے تحت پوپ کے متعلق یہ بھی طے ہوا کہ اس کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا، اس لئے اس کے کسی حکم پر بحث وتمحیص کی کوئی گنجائش نہ تھی، وہ خدا کا نائب تھا اور عیسیٰ مسیح کا قائم مقام، وہ گنہگاروں کے گناہ معاف کر سکتا تھا اور خدا کی رحمت وبخشش کے دروازے لوگوں پر کھول سکتا تھا۔ اسی عقیدے نے رفتہ رفتہ معافی ناموں (Indul Gences) کی صورت اختیار کر لی۔

پھر صلیبی جنگو ں میں نہ شامل ہونے والوں کو معافی نامہ دیا جانے لگا اور سولہویں صدی عیسوی میں جب پوپ کو سینٹ پیٹر کے نام کا گرجا بنوانے اور اپنے محل کی رونق بڑھانے کے لئے روپے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے دستاویز مغفرت (معافی نامے) فروخت کرنا شروع کر دیئے۔

اور پھر یہ ایک عام بات ہوگئی کہ جس گنہگار کو اپنے گناہ معاف کرانا ہو وہ اپنے گناہوں کی مقدار رقم دیکر دستاویزوں کو خرید لے اور ہر گناہ کی بخشش کی قیمت مقرر ہوگئی اور ہر قیمت کے دستاویز تیار ہوئے، کہا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہو سکتا اور پوپ کے ہاتھ میں اس خزانے کی کنجی ہے، اس لئے وہ جسے چاہے رحمت و بخشش سے مالا مال کر سکتا ہے۔ اس معافی نامے میں مختلف گناہوں کی قیمتیں مختلف تھی، معافی نامے کے ہر ایجنٹ کے پاس ان کی فہرست موجود ہوتی تھی۔

نبوت ورسالت کا عقیدہ

نبوت ورسالت پر یقین رکھنا بھی عیسائیت کا اہم عقیدہ ہے ان کا ماننا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر خدا کی جانب سے وحی نازل ہوتی ہے اور جس کو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔

اسی طرح نبوت انسان اور خدا کے درمیان سفارت کے اس نظام کو کہتے ہیں جس کی تکمیل نبی کے ذریعے کی جاتی ہے اسی نظام کے تحت انسانوں کی ہدایت کے لیے خدا نے وقتاً فوقتاً دنیا میں مختلف ایسے بندے بھیجے جو اوصاف کے اعتبار سے عام انسانوں میں ممتاز ہوتے ہیں اور وحی والہام کے ذریعے وہ انسان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

● عقیدہ رسالت کے ضمن میں دوسرا اہم عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسولوں پر یقین کرنا۔ ان رسولوں سے مراد انبیاء کرام علیہ السلام نہیں مانتے بلکہ وہ حواری ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مختلف آبادیوں میں تبلیغ کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

آخرت کا عقیدہ

عیسائی عقیدے کے مطابق ہر شخص کو موت کے بعد زندہ ہو کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے جس کے نتیجے میں وہ جہنم یا جنت کی صورت میں سزا و جزا کا مستحق ہوگا۔ اس زندگی کا نام اُخروی زندگی ہے اور اس زندگی پر ایمان لانے

کا نام ایمان بالآخرت ہے۔

حیات ثانیہ کا عقیدہ

یہ عقیدہ دراصل عقیدہ مصلوبیت کی ہی ایک کڑی ہے یہ عقیدہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب ہونے کے بعد دفن کیے گئے تو تین دن بعد پھر سے زندہ ہو گئے اور حواریوں کو کچھ ہدایات دینے کے بعد آسمان پر واپس چلے گئے اب وہ ایک خاص وقت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

نجات کا عقیدہ

عیسائیت میں نجات کا دارومدار اگرچہ کئی معاملات پر مبنی ہیں: تاہم عیسائی علماء انجیل یوحنا کے مطابق نجات کے مندرجہ ذیل تین شرائط بتاتے ہیں

۱۔ انسان ایک گنہگار کی حیثیت سے اپنے گناہوں کو پہچانتا ہو۔
۲۔ اس بات پر یقین رکھے کہ کوئی انسانی کام نجات کا ذریعہ نہیں۔
۳۔ نجات کے لیے صرف یسوع مسیح پر مکمل بھروسہ رکھے۔

گناہ کی پہچان

بائبل کے مطابق ہمیں اپنی نجات کے لیے اچھے اعمال پر یقین نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اچھے اعمال خداوند کے شکر کے لیے کرنے چاہئے بائبل میں پولوس کے قول کے مطابق ہمیں نجات اعمال سے نہیں ایمان سے ملتی ہے۔ یہی بات ہمیں بائبل کی کتاب رومیوں میں انبیائے کرام علیہ السلام کے متعلق بھی ملتی ہے کہ وہ راست باز حقیقت میں اپنے اعمال نہیں بلکہ ایمان کے بل بوتے پر ٹھہرے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیسائیوں کے یہاں نیک اعمال کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ ان کا تصور یہ ہے کہ اگر انسان کی زندگی میں اچھے اعمال نہیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان یسوع مسیح پر حقیقی ایمان نہیں رکھتا۔

یسوع پر ایمان

عیسائیت کے مطابق انسانی نجات کے لئے ضروری ہے کہ انسان یسوع مسیح پر ایمان رکھے یوحنا کے مطابق یسوع پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ انسان اس بات پر یقین رکھے کہ یسوع مسیح کو خدا نے بھیجا ہے تاہم علمائے عیسائیت کے مطابق اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق مذکورہ عقائد مصلوبیت کفارہ تثلیث وغیرہ پر ایمان رکھنا ہے۔

صلیب کا عقیدہ

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ: صلیب حضرت مسیح علیہ السلام کی بے نظیر قربانی کی یادگار ہے جو انہوں نے نوع انسانی کی خاطر دی، اس لحاظ سے صلیب اسی یادگار قربانی کی علامت ہے، عیسائی لوگ صلیب کو حضرت مسیح علیہ السلام کی مزعومہ سولی سے پہلے ان کی طرف اس قول کی نسبت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

”اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو وہ اپنے نفس کا انکار کرے، صلیب کو اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے“ یہ ایسا قول ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس طرح کہا ہوگا۔ رومان کے بارے میں مشہور ہے وہ لوگ صلیب کو اٹھائے جانے کو اس بات کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ سولی کے ذریعہ زندگی فنا کئے جانے کا فرمان صادر ہو چکا ہے، ایسی صورت میں صلیب اٹھانے کا مطلب دنیاوی زندگی کی اہانت اور موت کی تیاری ہوتا ہے۔

رہبانیت کا عقیدہ

رہبانیت وہ نظریہ ہے جس کے مطابق انسانی جسم برائی کا منبع ہے اور روح ایک پاک و مقدس شئی ہے اس نظریے کی رو سے انسان اپنی جسمانی ضروریات اور خواہشات کو زیادہ سے زیادہ کچل کر روحانیت کے اعلیٰ مراتب طے کر سکتا ہے۔ رہبانیت کا تصور

عیسائیت کے علاوہ قدیم زمانے کے بیشتر مذاہب مثلاً ہندومت اور بدھ مت میں بھی ملتا ہے جبکہ اسلام اس کو ناپسند کرتا ہے۔

دین کے پاسبان کا تصور

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ”دین کا پاسبان“ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق اسی کے واسطے سے ہو سکتا ہے، درحقیقت وہ بشر ہوتے ہیں، اللہ نے ان کو اسی چیز سے پیدا کیا ہے جس چیز سے عام انسانوں کو پیدا کیا ہے، لیکن وہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اس عقیدہ نے عیسائیوں کو اس بڑی گمراہی میں ڈال دیا ہے کہ انہوں نے پوپ کو وہ اختیار دلائے جو حاکم وقت سے زیادہ ہوتا ہے۔

ان کا اپنا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے پطرس کو اپنا جانشیں مقرر کیا تھا، تاکہ وہ حواریین کی قیادت کریں اور ان کی دیکھ بھال اور ان کی پوری نگرانی کریں، پطرس نے روم میں گرجا گھر تعمیر کرایا اور بابا گویا روما کے گرجا کی قیادت اور اس کی دیکھ ریکھ کے سلسلے میں بطرس کا جانشیں ہے، اس طرح گویا بابا (پوپ) حضرت عیسیٰؑ کا جانشیں ہے؛ اس لیے اس کو ان کے اختیارات اور ان کا مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

اس دین عیسوی کے ٹھیکیداروں نے اپنے اس اختیارات میں مزید وسعت سے کام لیا، معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے مغفرت کا چیک فروخت کرنا شروع کر دیا ، اور محرومی کی ریگولیشن صادر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہوں اور حکمراں طبقہ کے سلسلہ میں اس طرح کی ریگولیشن صادر کرنے لگے یہاں تک کہ گرجا گھر کے متوسلین ہی کتاب مقدس کو سمجھنے والے بن گئے اور وہ اپنی اس سمجھ اور اس علم کی بنیاد پر جو ابھی مدون نہیں ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کے وارث ہیں۔

لوگوں کو یہ باور کرانا شروع کر دیا کہ گرجا کی کسی بات پر مؤاخذہ نہیں کیا جا سکتا ، کیونکہ وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ سب برحق ہے، اس کا قبول کرنا سب پر لازم ہے، خواہ عقل

کے مطابق ہو یا نہ ہو، ہر عیسائی پر یہ ضروری ہے کہ اگر گرجا کی کوئی بات یا رائے یا کوئی دینی اصول جس کا اس نے اعلان کیا ہے اگر اس کی عقل اس کو تسلیم نہ کرتی ہو تو وہ اس کو نہ چاہتے ہوئے بھی قبول کرے، اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اسے اپنی عقل ودانش کے سلسلہ میں شک وشبہ کرنا چاہیے، کہ اسے گرجا کی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے، اس میں گرجا یا پوپ کی رائے اور اصول میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، بلکہ اس کی اپنی عقل کی نقص ہے، کہ اس کو گرجا اور پوپ کی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

عیسائیوں نے گرجا اور بابا کے سلسلے ''استحالہ'' کا عقیدہ گھڑلیا ہے، یعنی گرجا اور بابا کا غلطی کرنا محال ہے، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ دعوت ربانی کے دن وہ جو روٹی کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں، وہ روٹی حضرت عیسیٰؑ کے گوشت میں تحلیل ہو جاتی ہے، اور شراب حضرت عیسیٰؑ کے خون میں تحلیل ہو جاتی ہے، جو شخص بھی اس دن روٹی گوشت اور شراب استعمال کرتا ہے، حضرت عیسیٰؑ ان سب کے اندر حلول کر جاتے ہیں، اور ان کی روح اور تعلیمات سے گھل مل جاتا ہے۔ (انجیل متی، لوقا اور مرقس)

دوسرا مسئلہ گناہوں کی بخشش کا ہے، جب کبھی بابا مدرسہ یا کنیسہ تیار کرانا چاہتا ہے یا کسی ضرورت کے لیے پیسہ جمع کرنا چاہتا ہے تو مغفرت کا چیک لکھ کر اپنے متبعین میں تقسیم کر دیتا ہے؛ تاکہ وہ لوگوں کے ہاتھوں اسی طرح بیچیں جس طرح کمپنی کے شیرز یا شیرز کے پیسے فروخت ہوتے ہیں اور چیک میں نام لکھنے کی جگہ خالی ہوتی ہے، اس خالی جگہ پر اس شخص کا نام لکھ دیا جاتا ہے جس کے گناہ کی بخشش ہوگی، مزے کی بات یہ ہیکہ یہ چیک خریدنے والے کے اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیتا ہے، گویا ان سب گناہوں کے کرنے کے باوجود اس خط اور چیک نے اسے جنت کی ضمانت دیدی۔

عیسائیوں کے یہاں دین کے پاسبان حضرات گرجا گھر کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے ہیں، اور اپنی زندگی اس کے لیے وقف کر دیتے ہیں، گرجا گھر کی ذمہ

داری کے علاوہ ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی، عیسائیوں کا پوپ قسیس کہلاتا ہے اور بڑے پوپ کو اسقف یا مطران کہا جاتا ہے، پھر یہ مقام ومرتبہ بطریک کا ہوتا ہے، درحقیقت یہ بڑے بڑے شہروں کے پوپوں کا ہیڈ ہوتا ہے، اور اس کو کردینال بھی کہا جاتا ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی سے پہلے روم کے گرجا گھر کے پوپ کو بابا کا لقب دیا گیا تھا، جب اس کے اختیارات بہت بڑھ گئے تو آج وہ دنیا کے سارے گرجاؤں کا ہیڈ ہے اور وہ اپنے آپ کو نصاریٰ کے خطے کا حاکم تصور کرتا ہے، اور اس کا مقام ومرتبہ بادشاہوں اور شہنشاہوں سے بڑھا ہوا ہے۔

بابا کو کلی اختیار ہوتا ہے، وہی قانون ساز بھی ہے، اور قوت تنفیذ بھی اسی کو حاصل ہے اور انجیل کتاب مقدس کا مفسر بھی وہی ہے وہ رحمت کی کنجی اور آسمان کے دروازہ کا مالک ہے کنیسہ نے ٹیکس لازم قرار دیا تھا جس پر وہ لازم کر سکتے تھے، اسی وجہ سے گرجا گھر کے پاس مال ودولت کا انبار ہو گیا، مال ودولت کی کثرت کی وجہ سے مشرقی اور مغربی گرجاؤں میں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے وہ دو گروپوں میں بٹ گئے، پھر شدید اختلاف کے نتیجے میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔

❀❀❀

عبادات کے طریقے

عبادات کی مختلف شکلیں

عیسائیوں کے یہاں عبادات کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں جیسے:

نماز یا حمد خوانی

ان کے یہاں رات و دن میں کل سات نمازیں یا حمد ہیں: صبح کی حمد، تین بجے والی حمد، چھ بجے والی حمد، نو بجے والی حمد، گیارہ بجے والی حمد، بارہ بجے والی حمد اور آدھی رات والی حمد، ان کی نماز صرف دعا ہوتی ہے، ان میں بعض اس طرح دعا کرتے ہیں جیسے:

"اے ہمارے باپ جو کہ آسمانوں میں ہے، آپ کا نام مقدس و پاکیزہ ہو، آپ کے فرشتے نازل ہوں، آپ کی مشیت ایسی ہو جیسی کہ آسمان میں ہے، اس طرح زمین پر، ہماری روٹی کے لیے کافی ہے، ہمیں ہر روز عطا فرمائیے، ہماری خطاؤں اور گناہوں کو بخش دیجئے؛ کیونکہ ہم لوگ بھی اپنے ساتھ بدسلوکی اور گناہ کرنے والے کو بخش دیتے ہیں، ہمیں آزمائش میں مت ڈال، البتہ ہمیں شر سے نجات عطا فرمائیے"

● حمد خوانی اہل کلیسا کی ایک اہم عبادت ہے۔ اس عبادت میں لوگ ہر روز صبح اور شام کلیسا میں جمع ہوتے ہیں ایک شخص بائبل کی تلاوت کرتا ہے دوران تلاوت تمام حاضرین احتراماً کھڑے رہتے ہیں اس موقع پر دعا مانگتے ہوئے رونا اور گڑگڑانا بھی پسندیدہ فعل سمجھا جاتا ہے۔

عیسائیت کے فرقوں میں عبادات کی ادائیگی سے متعلق کافی فرق پایا جاتا ہے لیکن مندرجہ ذیل خصائص تقریباً سبھی چرچ کی عبادات میں پائی جاتی ہیں اتوار کے دن جمع ہونا بائبل کی تلاوت چسمہ اور ضیافت خطبہ دور جدید میں کئی گرجا گھروں میں موسیقی کا اہتمام

بھی ہوتا ہے جس میں حمد یہ گیت گائے جاتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

روزہ

عیسائیوں کے یہاں صبح سے زوال شمس تک کھانے سے رکنے کا نام روزہ ہے، اس کے بعد چربی سے خالی کھانا کھایا جاسکتا ہے، یہ روزہ اختیاری ہے واجب نہیں، جس کی طبیعت چاہے روزہ رکھے اور چاہے روزہ نہ رکھے، ان کے یہاں چہارشنبہ روزہ کا دن ہے، ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی دن ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتار ہوئے تھے اسی طرح جمعہ کا دن روزہ کا ہے؛ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس دن سولی دی گئی تھی جیسا کہ ان لوگوں کا گمان ہے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن روزہ ہے، اس موقع سے بیالیس ۴۲ دن تک روزے رکھنے کا حکم ہے، اس روزہ کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کے بعد ختم ہوجاتا ہے، مقدس روزہ جس کے پچپن ۵۵ دن ہوتے ہیں، یہ چالیس یوم سے عبارت ہے، کہتے ہیں کہ ان چالیس دنوں کا روزہ حضرت عیسیٰ رکھتے تھے، اس روزہ کے دوران جانور اور اس سے پیدا ہونے والی اشیاء کے کھانے سے اجتناب کرتے ہیں، اسی طرح ان کے یہاں ایک صوم رسل (رسولوں کا روزہ) بھی ہے، جس کی گنتی میں پندرہ سے اُنچاس (۴۹) کے درمیان کمی بیشی کی گنجائش ہے۔

ان کے یہاں ایک روزہ ہے، جس کو یہ لوگ "عذراء" کا روزہ کہتے ہیں، جس کی مدت پندرہ دن کی ہے، ایک روزہ اہل نینویٰ کے نام سے موسوم ہے، جس کی ابتداء سوموار کے دن سے ہوتی ہے اور تین دن تک جاری رہتا ہے۔

عشائے ربانی کا سبب

عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد یہ اہم ترین رسم ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام

کی مبینہ قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے، کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے مزعومہ گرفتاری سے ایک دن پہلے حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا، کھانے کی اس مجلس کا حال ''انجیل متی'' میں اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے کہ

''جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی، اور برکت دے کر توڑی، اور شاگردوں کو دے کر کہا: لو کھاؤ، یہ میرا بدن ہے، پھر پیالہ لے کر شکر یہ کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو، کیونکہ یہ میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لیے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے'' (متی ۲۶:۲۶)

لوقا اس واقعہ پر اتنا اضافہ کرتا ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے حواریوں سے کہا کہ ''میری یادگار کے لیے یہی کیا کرو''۔ (لوقا ۲۲:۱۹)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب نے عیسائیوں کے مشہور عالم جسٹن مارٹر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ''انہوں نے اپنے زمانے میں اس رسم کو بجالانے کا طریقہ لکھتے ہیں کہ ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے، شروع میں کچھ دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں، اس کے بعد حاضرین ایک دوسرے کا بوسہ لے کر مبارکباد دیتے ہیں، پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے، اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ، بیٹے اور روح القدوس سے برکت کی دعا کرتا ہے، جس پر تمام حاضرین آمین کہتے ہیں، پھر کلیسائے خدام روٹی اور شراب کو تمام حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں، اس عمل سے فوراً روٹی مسیح کا بدن بن جاتی ہے، اور شراب مسیح کا خون اور تمام حاضرین اسے کھا پی کر اپنے عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں''

(بائبل سے قرآن تک مقدمہ: از مولانا محمد تقی عثمانی ۱/۸۶)

واضح رہے کہ زمانے کے ساتھ ساتھ عشاء ربانی کی رسم بجالانے اور استعمال ہونے والے الفاظ میں برابر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، البتہ بنیادی بات باقی رہی جب کہ صدر مجلس حاضرین کو روٹی اور شراب دیتا ہے تو وہ عیسائی عقیدے کے مطابق فوراً ماہیت بدل کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدن اور خون بن جاتی ہے، اس طرح روٹی حضرت مسیح

علیہ السلام کے جسم اور شراب ان کے خون سے عبارت ہوتی ہے، اگرچہ بظاہر کچھ نظر نہیں آتا ہے، عیسائیوں کا خیال ہے کہ جس نے اس روٹی اور شراب کو استعمال کیا، گویا اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنے اندر داخل کرلیا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام اس میں حلول کر گئے اور ان کی تعلیمات اس میں سرایت کر گئیں۔

عشاء ربانی کے علاوہ اس رسم کے دوسرے اور بھی نام ہیں اور وہ یہ ہیں:
عید الفصح، شکرانہ، مقدس غذاء اور مقدس اتحاد۔

تعمید کا عمل

عیسائیوں کے یہاں بچہ کو پیشانی پر مقدس پانی کا چھینٹا دیکر یا جسم کے کسی حصہ کو پانی میں ڈبو کر اور اکثر پورا جسم پانی میں ڈبو کر عیسائی بنایا جاتا ہے، یہ کام کاہن انجام دیتا ہے وہ باپ بیٹا روح القدوس کے نام پر چھینٹا مارتا ہے، ضرورت پڑنے پر کاہن کے علاوہ دوسرا شخص بھی یہ کام کرسکتا ہے، اس وقت (تعمید الضرورۃ) ضرورت کا چھینٹا مارنا کہا جاتا ہے، چھینٹا مارنے کا کام تین مرتبہ کیا جاتا ہے۔ اور گناہوں سے پاک اور صفائی کے لیے عیسائیوں کے یہاں یہ بہت مقدس فریضہ ہے۔

● عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام لوگوں کو دریائے اردن میں غوطہ دے کر پاک صاف کیا کرتے تھے، انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھینٹا مارنے کا کام کیا تھا اس لیے ان کو یوحنا المعمدان کہا جاتا ہے۔

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا جشن بہت ہی جوش و خروش سے مناتے ہیں، اور وہ اس جشن کو کرسمس کا نام دیتے ہیں، اور یہ سال کے اختتام سے چند روز پہلے مناتے ہیں، اس دن فسق و فجور اور شراب نوشی کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اس دن شراب اتنی پی جاتی ہے جتنی پورے سال میں پی جاتی ہے۔

❁❁❁

عیسائیوں کا معاشرتی نظام

عیسائیوں کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ مرد ہوں یا عورت تجرد اور رہبانیت کی زندگی اختیار کریں، اور شادی بیاہ نہ کریں، لیکن جب اس اصول پر عمل کرنا ممکن نہ ہو، زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو شادی مباح ہے، عیسائیوں کے تمام مذاہب اور مسالک کا ایک سے نکاح پر اتفاق ہے، دین ومسلک کے اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ عیسائی دینی فرقے آپس میں شادی بیاہ کے روابط نہ رکھیں۔

اس سلسلہ میں آرتھوڈکس کا اصول سخت ہے، چنانچہ یہ لوگ مذکورہ طریقہ پر کیے ہوئے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں، لیکن رومن کیتھولک کلیسا نے آرتھوڈکس کی سخت مخالفت کی ہے اور انہوں نے صرف اختلاف دین کی بنیاد پر نکاح کو باطل قرار دیا ہے، پھر وہ اس نکاح کو دیانۃً حرام کہتے ہیں، ورنہ قانونی پہلو سے اس کو مباح کہتے ہیں۔

عیسائی مذہب میں عقد نکاح کے بعد اصل شوہر خاندان کا سربراہ اور خاندان کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے، بلکہ اسی پر واجب ہوگی، اگرچہ بیوی خاندان کی ذمہ داری اٹھانے میں مرد کی شریک ہوتی ہے؛ لیکن فرانسیسی قانون اس کو روبہ عمل لانے کے لیے بیوی پر لازم قرار دیتا ہے کہ خاندانی ذمہ داریوں کے بوجھ کو اٹھانے کے لیے وہ کیا کردار ادا کرسکتی ہے؟ شوہر کے سامنے رکھے، قانون مال میں اشتراکی نظام کے تحت شوہر بیوی کے مال کا ایک چوتھائی لیتا ہے، خواہ وہ مال زوجین کی مشترکہ مالیت کا حصہ ہو یا صرف عورت کی ملکیت کا حصہ ہو، رہی وہ صورت کہ جب عورت کسی پیشہ میں سربراہ ہوتی ہے تب بھی اس کے لیے یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ عائلی ذمہ داریوں سے متعلق کچھ قانونی دفعات ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) شوہر کو اولاد یا باپ ہونے کی حیثیت سے مکمل پدری اختیار اور تسلط حاصل ہوتا ہے۔

(۲) بیوی اپنے شوہر کے نام کو اختیار کرتی ہے۔

(۳) بیوی کو مال میں ناقص اختیار ہوتا ہے، اس لیے اسے وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں، ہاں جبکہ شوہر اس کی اجازت دے۔

(۴) شادی کے بعد عورت شوہر کی جنسیت (Nationality) کو اختیار کرے گی۔

میراث

دین نصرانی میں وراثت کے مستقبل احکام نہیں ہیں، زیادہ تر عیسائی وصیت کے قائل ہیں، جو زیادہ تر بڑی اولاد کے حق میں ہوتی ہے، بہت سی عیسائی جماعتیں شریعت اسلامی سے قوانین میراث لیتی ہیں، جیسا کہ مسلم اکثریت والے ممالک میں موجود تمام غیر مسلم مذاہب، اقوام اور فرقے اسلام کے عام قانون میراث کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی سے اپنے قوانین میراث کو مرتب کرتے ہیں۔

طلاق

کیتھولک عیسائی فرقہ کے نزدیک ہمیشہ سے طلاق حرام، قابل مشقت امر اور فطری امور سے متصادم رہی، اور لوگوں کی تکلیف سے اونچی شئ رہی ہے، اس لیے کیتھولک فرقہ طلاق کو ممنوع قرار دیتے ہیں، خواہ زوجین کی زندگی کتنی ہی دشواریوں اور پریشانیوں کی نذر ہو، یہاں تک کہ بیوی حصار زوجیت میں زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کرلے، ان حالات میں آخری حل یہی ہے کہ شوہر اور بیوی جسمانی طور پر ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور ہر ایک دوسرے سے علیحدہ زندگی گزارے اور دونوں کے لیے دوسری شادی کرنا حرام ہے، ہاں البتہ دونوں کے سامنے دوستی اور معاشقے کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس فرقے طلاق کو زنا اور تبدیلی مذہب کی صورت میں مباح قرار دیتے ہیں، لیکن طلاق کے بعد مرد اور عورت دونوں کے لیے دوسری شادی حرام ہوجاتی ہے۔

عیسائیوں کی رسومات

عیسائیوں کے یہاں متعدد عبادات کے ساتھ بہت سی رسوم بھی ہوتی ہیں جن میں اہم کیتھولک حضرات کے یہاں سات رسوم ہوتی ہیں جن کو پروٹیسٹنٹ حضرات بھی انجام دیتے ہیں۔

رسم بپتسمہ (Baptism)

بپتسمہ عیسائیت کی ایک رسم ہے، جس میں دائرہ عیسائیت میں داخل ہونے والے کو غسل دیا جاتا ہے جس کے بغیر کوئی عیسائی نہیں بن سکتا، جو عقیدہ کفارہ کا ایک طرح سے بدل ہوتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے واسطے سے ایک بار مرنے کے بعد حیات ثانیہ پا جاتا ہے۔ موت کے ذریعہ اسے ''اصل گناہ'' کی سزا ملتی ہے اور حیات نو سے اسے آزاد قوت ارادی حاصل ہوجاتی ہے۔

بپتسمہ لینے کا طریقہ

''بپتسمہ لینے والے کو بپتسمہ کے کمرے میں اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اس کا منہ مغرب کی طرف ہو، پھر بپتسمہ لینے والا اپنے ہاتھ مغرب کی طرف پھیلا کر کہے:
''اے شیطان! میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دست بردار ہوتا ہوں''۔

پھر وہ مشرق کی طرف منہ کرکے زبان سے عیسائی عقائد کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک اندرونی کمرے میں لیجایا جاتا ہے کہ جہاں اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور سر سے پاؤں تک ایک دم کئے ہوئے تیل سے اس کی مالش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اسے بپتسمہ کے حوض میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے سفید کپڑے پہنادیئے جاتے ہیں گویا وہ گناہوں سے پاک ہوگیا ہے''۔

اس طرح کیتھولک عیسائیوں کے یہاں عام طور سے بالغ ہونے والے

نوجوانوں سے بھی لی جاتی ہے اور کچھ عہد و پیمان کے بعد بشپ اس شخص کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے پھر بشپ انگوٹھے سے اس کے سر پر زیتون کا تیل لگا کر تصدیق کرتا ہے کہ اس کے ساتھ اب مقدس روح ہوگئی ہے۔

عشاء ربانی

دائرۂ عیسائیت میں داخل ہونے کے بعد یہ اہم ترین رسم ہے اور یہ رسم حضرت مسیح کی قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔

عشاء ربانی کا پس منظر

حضرت مسیح نے گرفتاری سے ایک دن قبل حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا، انجیل متی میں اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

''جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع مسیح نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا: ''لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے'' پھر پیالہ دے کر کہا ''تم سب اس میں سے پیو کیونکہ اس میں میرے اس عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے''۔ (انجیل متی:۲۶:۲۶)

انجیل لوقا میں اس پر یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح نے حواریون سے کہا:
''میری یادگار کے لئے یہی کیا کرو''۔ (انجیل لوقا:۲۲:۱۹)

رسم کو بجالانے کا طریقہ

مشہور عالم جسٹس مارٹر اس رسم کو بجالانے کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے، شروع میں دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں، اس کے بعد حاضرین ایک دوسرے کو بوسہ لے کر مبارکباد دیتے ہیں، پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ، بیٹے اور روح القدس سے برکت

کی دعا کرتا ہے جس پر تمام حاضرین آمین کہتے ہیں، پھر کلیسا کے خدام روٹی اور شراب کو حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں اس عمل سے فوراً روٹی مسیح کا بدن بن جاتی ہے اور شراب مسیح کا خون اور تمام حاضرین اسے کھا پی کر اپنے عقیدۂ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں''۔

عیسائی مذہب کے اہم تہوار

عیسائی حضرات اتوار کو مقدس مانتے اور اس دن گرجاؤں میں عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ دن یونانی مشرکوں کے یہاں سورج دیوتا کی پوجو کے لئے مقرر تھا، جیسا کہ اس کے نام ''Sun Day'' (سورج کا دن) سے ظاہر ہے۔

کرسمس (Christmas)

عیسائی ۲۵ دسمبر کو یوم پیدائش مسیح مناتے ہیں۔ ۲۵ دسمبر کا دن دراصل رومی مشرکوں کے ایک دیوتا کی یادگار تھا، انہیں خوش کرنے اس دن کو یوم میلاد مسیح بنا لیا گیا، حالانکہ مسیح موسم گرما میں پیدا ہوئے تھے، انجیل میں لکھا ہے:

''مریم نے بچہ کو جن کر چرنی میں ڈال دیا''۔

اگر یہ دسمبر کا مہینہ ہوتا تو نہ مریم باہر جاسکتیں اور نہ ہی ننگے بچے کو چرنی میں ڈالا جاسکتا تھا۔

ایسٹر (Easter)

مسیح کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں ۲۱ مارچ کو ایک تہوار مناتے ہیں اسے ایسٹر یا عید نوروز کہتے ہیں ۔

ایسٹر یا یوم دیوی آسٹر

۲۱ مارچ کا دن آئرلینڈ والوں کے یہاں موسم بہار کی دیوی آسٹر کی پرستش کا دن تھا۔ نام بدل کر ایسٹر بنا لیا گیا اور اسے اپنا لیا گیا۔ دیوی آسٹر ''بعل دیوتا'' کی بیوی

عسارات ہے جس کی یہودیوں نے بھی پوجا کی تھی۔

عیسائیت کی اہم شخصیات

جن لوگوں کو عیسائیت کے اولین دور میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی وہ یہ ہیں:

۱۔ پطرس یا پیٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں میں جناب پطرس کو خاص اہمیت حاصل ہے یہ ایک فلسطینی یہودی تھے جن کا اصلی نام شمعون تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُنہیں سیپاس کہہ کر پکارتے تھے جس کے معنیٰ چٹان کے ہیں پیٹر یونانی زبان میں اسی لفظ کا ترجمہ ہے عیسائیوں کے مطابق یہ ایک صاحب کرامات شخص تھے جس کی وجہ سے بے شمار لوگوں نے عیسائیت قبول کی۔ انجیل مرقس انہی کے شاگرد خاص تھے مرقس نے تقریب میں انہی کی سماعی روایات کی مدد سے مرتب کی تھی۔

۲۔ ساؤل یا پال

ساؤل اصل میں ایشیا کوچک کے مقام طرطوس کے ایک یہودی باشندے تھے انہوں نے تورات اور دیگر مذاہب عالم کی مقدس کتابوں کا گہرا مطالعہ کر رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں اگرچہ یہ زندہ تھے لیکن ان کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہیں ہوسکی۔ شروع میں ساؤل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور کئی عیسائیوں کو قتل کیے لیکن ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان پر ظہور ہوا اور انہوں نے عیسائیت قبول کر لی۔ اس کے بعد عیسائیت کی تبلیغ میں ساؤل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تمام یورپ کو عیسائی تعلیمات سے روشناس کرایا۔

۳۔ برناباس (یوسف)

برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاص حواریوں میں سے تھے۔ ان کا اصل

نام انجیل لوقا (اعمال ۴: ۶۳: ۲۳: ۷۷) کے مطابق یوسف تھا برناباس ان کا لقب تھا جو کہ حواریوں نے ان کی لیاقت خلوص اور فہم کی وجہ سے دیا تھا۔

برناباس کا لفظی ترجمہ تسکین یا نصیحت کا بیٹا ہے۔ جب ساؤل نے عیسائیت قبول کی تو دوسرے حواریوں کو ان کے ایمان کے متعلق انہوں نے ہی یقین کرایا تھا اور یہ ساؤل پال کے ساتھ اکثر تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔ ان کی طرف بھی ایک انجیل انجیل برناباس منسوب ہے۔ البتہ بائبل کے مطابق بعد پال اور برناباس کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس اختلاف کے بارے میں بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ برناباس یوحنا کو رفیق سفر رکھنا چاہتے تھے جبکہ پال سیلاس کو پسند کرتے تھے۔ بائبل کی کتاب اعمال ۵۱ آیت ۵۳ تا ۱۴ میں اس بارے میں تفصیل سے ذکر ہے:

مسیحی اور غیر قوم

یروشلم کے اکثر عیسائی پہلے یہودی تھے۔ جنہوں نے یہ دین قبول کر لیا تھا۔ اور انطاکیہ کے عیسائی پہلے بت پرست یا آتش پرست تھے بائبل میں پہلی قسم کے لوگوں کے لیے مسیحی اور دوسری قسم کے لوگوں کے لیے غیر قوم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہودی مسیحوں کا کہنا تھا کہ ختنہ کرانا اور شریعت موسوی کی تمام رسومات پر عمل کرنا ضروری ہے اس لیے انہیں مختون کہا جاتا تھا اور غیر قوم کا کہنا تھا کہ ختنہ ضروری نہیں اس لیے انہیں غیر مختون کہا جاتا تھا بائبل کے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان نظریاتی اختلاف تھا۔ بہر حال علیحدگی کے بعد برناباس اپنے وطن قبرص چلے گئے اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔

عیسائی مذہب کی مقدس کتابیں

عیسائیوں کے مطابق جس وقت حضرت عیسیٰ کا انتقال ہوا (حالانکہ آپ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید کے مطابق آپ کو آسمانوں کی جانب اٹھا لیا گیا) تو اس وقت ان کی شریعت صحیح معنوں میں نہیں آئی تھی اور نہ ہی عیسائیوں میں کسی قسم کی تنظیم ہی موجود تھی، حتی کہ یہودیوں سے ممتاز کرنے کے لئے ان کا کوئی جداگانہ نام بھی نہ تھا۔ ان تمام کاموں کی انجام دہی کا بار ان لوگوں کے کندھوں پر پڑا جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا اور براہ راست ان سے تعلیم حاصل کی تھی۔

حواری

حواری کا لفظ حوار سے بنا ہے جس کے معنیٰ سفیدی کے ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے اولین ماننے والوں کو حواری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو صاف اور سفید کرتے تھے، نیز حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کے بعد یہ لوگوں کو (کفر سے) پاک صاف کرتے تھے۔ حواری کے معنی مددگار کے بھی ہیں چونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوت دینے میں مددگار تھے اس لئے حواری کہلائے۔

عیسائی روایت کے مطابق ابتداء میں یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو دشمن کے حوالے کر کے بھاگ نکلے تھے لیکن بعد میں اپنے کئے پر نادم ہوئے اور اس کی تلافی کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ انہوں نے شریعت عیسوی کی تنظیم اور اشاعت کی طرف توجہ دینی شروع کر دی۔ ان کی اس تبدیلی کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو بچشم خود زندہ ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور ان لوگوں کو ان کی جسمانی موجودگی اور ان کی اعانت کا شدید احساس ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے غیر معمولی ہمت اور جرأت سے کام لیا اور نہایت ہی ناسازگار

حالات میں عیسوی کی تعلیمات کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور تھوڑے ہی عرصے میں شدید مخالفت اور قتل وایذا کے باوجود ہزاروں معتقدان کے گرد جمع ہو گئے۔

حواریوں کی تعداد

اناجیل کے مطابق ان حواریوں کی تعداد بارہ تھی۔ یہ لوگ ''رسول'' کہلاتے ہیں،۔ان کے نام یہ ہیں:

۱۔پطرس یا پیٹر ۲۔پولوس ۳۔یوحنا ۴۔یہودا اسکر یوتی
۵۔فلپس ۶۔متی ۷۔شمعون ۸۔برتلمائی
۹۔توما ۱۰۔پطرس کا بھائی اندر یاس ۱۱۔برنا باس
۱۲۔حلفی کا بیٹا یعقوب

عیسائیت کی مقدس کتاب بائبل ہے جو کہ دو حصوں پر منقسم ہے عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید۔

مقدس کتاب عہد نامہ عتیق (Old Testament)

بائبل کا یہ حصہ یہودیوں اور عیسائیوں میں مشترک ہے۔اس میں کل 39 کتابیں ہیں تاہم عیسائیت کا ایک فرقہ پروٹسٹنٹ ان میں سے سات کتابوں کو جعلی قرار دیتا ہے۔اس کا تعلق زمانہ قبل از مسیح سے ہے اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کتاب تورات کے علاوہ بنی اسرائیل کے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے صحائف شامل ہیں۔ بائبل کا یہ حصہ تخلیق کائنات سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کے واقعات وحالات پر مشتمل ہے۔

مقدس کتاب عہد نامہ جدید (New Testament)

عہد نامہ جدید کی یہ کل ۲۷ کتابیں ہیں جن کو ۳۲۵ء میں نیقیہ کی کونسل میں مستند

قرار دیا گیا۔جن کتابوں کو مسترد کر دیا گیا وہ بھی بے شمار تھیں اور ان میں انجیل عیسیٰ، انجیل سبعین، انجیل تذکرہ اور انجیل برنا باس بہت مشہور ہیں۔تقریباً چالیس یا پچاس اناجیل کو مستند قرار دیا گیا اور اکیس خطوط کا انتخاب تو سینکڑوں کی تعداد میں سے کیا گیا ہے۔

عہد نامہ جدید کا دوسرا حصہ ان خطوط پر مشتمل ہے جو مسیحی مبلغین نے مختلف علاقوں کے سرکردہ لوگوں یا عمومی طور پر اس علاقہ کے رہنے والوں کے نام لکھے۔ان خطوط کو ''Piostles'' یا الرسل کہا جاتا ہے۔ان خطوط کی تعداد ۲۱ ہے اس میں چودہ خطوط سینٹ پال (Saint Paul) سے تعلق رکھتے ہیں، تین خطوط سینٹ یوحنا (Johan) سے متعلق ہیں۔ دو خطوط پیٹر (Saint Peter)، ایک خط یعقوب (Jacob) اور ایک خط یہوداہ (Saint Jude) سے منسوب ہے اکثر خطوط رومیوں، فلپیوں، تمتاؤس اور ططس کے نام ہیں۔

عہد نامہ جدید کل ستائس کتابوں پر مشتمل ہے، 4 اناجیل پولس کے 14 خطوط، پطرس کے دو خط، یوحنا حواری کے تین خط اور ایک مکاشفہ، رسولوں کے اعمال (جس میں حواریوں کے احوال درج ہیں) یعقوب حواری کا ایک خط اور ایک خط یہوداہ کا۔

عہد نامہ جدید مکمل طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کی تصنیف ہے ان میں تاریخی اعتبار سے سب سے قدیم تحریریں پولس رسول کے خطوط ہیں، جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا عیسائی مبلغ ہے۔اور یہ حواریوں میں شامل نہیں تھا بعد میں اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اسے حواری کا درجہ دے دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ کے بعد لکھی جانے والی اناجیل کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہیں مگر ان میں عیسائیوں کے نزدیک مستند صرف اناجیل اربعہ کو حاصل ہے جو اپنے مصنفین (۱) متی (Mathew) (۲) مرقس (Marks) (۳) لوقا (Luke) اور (۴) یوحنا (John) کے ناموں کی طرف منسوب ہیں۔

(۱) متی حضرت عیسیٰؑ کا شاگرد تھا اس کا اصل نام لیوی تھا اور عشر کی وصولیابی پر معمور تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر ان کے حواریین میں شامل ہو گیا۔ عہد نامہ جدید میں شامل اناجیل میں یہ سب سے پہلی انجیل ہے مورخین کے نزدیک یہ ۶۰ء کے بعد کی تصنیف ہے۔

(۲) عہد نامہ جدید کی دوسری انجیل مرقس کی طرف منسوب ہے اس کا اصل نام یوحنا تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ابتدائی حواریوں میں سے تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی حواریوں میں سے تھا عشائے ربانی کی دعوت اسی کے گھر ہوتی تھی اور عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے اٹھائے جانے کے بعد حواری اسی کے گھر جمع ہوتے تھے، مورخین کا کہنا ہے کہ یہ انجیل روم والوں کی فرمائش پر لکھی گئی۔ (مرقس کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں کہ وہ حواری تھا یا نہیں)۔

(۳) عہد نامہ جدید کی تیسری انجیل لوقا کی طرف منسوب ہے یہ پولس کا رفیق کار تھا اس نے اپنی انجیل ان لوگوں سے پوچھ کر لکھی ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا اور ان کی خدمت کی تھی۔ (دیکھئے لوقا باب ۱: ۲، ۳) عہد نامہ جدید میں شامل رسولوں کے اعمال بھی اسی کی تصنیف قرار دی جاتی ہے یہ انجیل 70ء سے پہلے لکھی گئی ہے۔

(۴) عہد نامہ جدید کی چوتھی انجیل یوحنا کی طرف منسوب ہے اس کی طرف عہد نامہ جدید کے مزید تین خطوط اور ایک مکاشفہ کی نسبت کی جاتی ہے اس کا اصل نام حبیب بن زبیدی بتایا جاتا ہے اور حواریوں میں شامل سمجھا جاتا ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک ان چاروں اناجیل کے علاوہ پہلی اور دوسری صدی عیسوی میں کچھ اور انجیلیں بھی تھیں جن کو غیر معتمد سمجھا جاتا ہے۔ عیسائی کے ہر فرقہ کی اپنی ایک خاص انجیل ہوتی ہے، جس پر وہ اعتماد کرتا ہے، اور اس کے علاوہ اناجیل سے صرف نظر کرتا ہے۔ حواری متیٰ سے ایک اور انجیل منسوب ہے جو اس مشہور انجیل کے علاوہ ہے جس

کا ابھی اوپر ذکر آچکا ہے۔ ایک انجیل برناباس کی طرف منسوب ہے، ایک انجیل حواری یعقوب کی طرف منسوب ہے اور ایک انجیل حواری ٹومس کی طرف منسوب ہے۔ اس اناجیل میں مریم علیہا السلام اور مسیح کے بچپن کے وہ قصے موجود ہیں جن کا ذکر اناجیل اربعہ میں نہیں ہے۔ ایک انجیل پادری نیکودیم کی طرف منسوب ہے (حضرت عیسیٰؑ کے دور میں یہودیوں کا سردار تھا) اس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان پر ایمان لے آیا، پھر اس نے یونانی زبان میں اپنی انجیل لکھی اور اس نے انجیل میں حضرت مسیح کی موت اور ان کے نزول کے بارے میں کچھ ایسی تفصیلات کا ذکر ہے، جو اناجیل اربعہ میں نہیں ہے۔

- ایک انجیل جس کو انجیل سبعین کہا جاتا ہے۔ تلامس کی طرف منسوب ہے۔
- اسی طرح ایک انجیل، انجیل اثنا عشر کہلاتی ہے اور ایک تذکرہ کے نام سے مشہور ہے، ایک انجیل عبرانیین اور ایک انجیل ناصریین کی انجیل سے معروف ہے، اسی طرح ایک مصریوں کی انجیل کہلاتی ہے۔
- اسی طرح دیصان، مانی اور مرقی یا مری کے متبعین میں سے ہر ایک کی اپنی ایک انجیل تھی، ابیون کے متبعین کی ایک خاص انجیل ہے، جو دوسرے لوگوں کی اناجیل سے مختلف ہے، ان کے علاوہ بہت سی اناجیل تھیں جو یا تو زمانہ کے ساتھ ختم ہو گئیں یا نذر آتش کر دی گئیں۔

ابیونیوں کی انجیل

یہ انجیل آرامی زبان میں لکھی گئی ہے، اور عیسائیوں کا ایک فرقہ اس پر سختی سے عمل پیرا تھا جس کو فرقہ ابیونیوں کہا جاتا ہے، یہ فرقہ اپنے سردار ابیون کی طرف منسوب ہے۔ اس فرقہ کے متبعین چوتھی صدی عیسوی کے اواخر تک موجود تھے، پھر صفحہ ہستی سے ختم ہو گئے، یہ انجیل شریعت موسوی کی تائید کرتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی وہ مسیح

موعود مانتی ہے وہ مسیح کے الٰہ ہونے سے انکار کرتی ہے، اور ان کو صرف انسان اور ایک پیغمبر تصور کرتی ہے، اس میں حضرت مسیح کی شخصیت سے متعلق جن عقائد کا ذکر ہے وہ اسلامی عقائد کے موافق ہیں۔

اناجیل برنابا

یہ انجیل برنابا پادری کی طرف منسوب ہے، پرانے زمانہ سے ہی عیسائیوں میں مشہور تھا کہ برنابا کی ایک انجیل ہے، اس انجیل کا ذکر پرانے اہل کلیسا کی تحقیقات و بیانات میں بھی آیا ہے، ایسا ہی ایک بیان باب جلاسیوس اول نے اس وقت دیا جب ان کو ۴۹۲ء سے ۴۹۶ء تک کے لیے روم کے کیتھولک کلیسا کی باب شِپ ملی تو اس بیان میں انہوں نے ان کتابوں کا نام لیا جن کا پڑھنا ممنوع ہے۔

● چنانچہ ان ہی کتابوں میں برنابا کا بھی ذکر کیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ برنابا کی انجیل پانچویں صدی عیسوی یعنی نبی کریم ﷺ کی بعثت سے تقریباً دو صدیاں پہلے تک مشہور تھی، پھر اس کے نسخے غائب ہوگئے؛ لیکن اس کا ایک نسخہ روم کے پادری سکٹس خامس کی لائبریری میں محفوظ رہا، پھر تقریباً چھٹی صدی میں اس لائبریری سے یہ نسخہ بھی غائب ہوگیا، پھر اس گمشدہ نسخہ کو پاس جیسے ایک نسخہ کو امستر ادوم کے ایک وجیہ شخص کی لائبریری میں محفوظ کرلیا گیا، جہاں وہ اٹھارہویں صدی تک محفوظ رہا۔

● بعض عیسائی محققین کو شک ہے کہ یہ انجیل ایک یہودی نے لکھی تھی جس نے پہلے مذہب نصرانیت قبول کیا، پھر مسلمان ہوا، اور چونکہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان بے شمار مشترک چیزیں ہیں اور نیز عیسائیت میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کی بشارت موجود ہے، اس لیے وہ جذبہ ایمان سے سرشار ہوا اور اسلام کے لیے بڑا ہی نرم ہوگیا۔

● بادشاہ روس کے ایک مشیر نے اس نسخہ کی تعریف کی اور اس کو لائبریری سے عاریۃً لے گیا، تب ہی یہ نسخہ فینا کی شاہی لائبریری میں منتقل ہوگیا جہاں یہ اب تک موجود

ہے، یہ اطالوی زبان میں مدون ہے، اس کے اطراف میں غیر فصیح عربی میں حاشیہ موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کاتب ایک عجمی شخص تھا۔ اس انجیل کا ایک دوسرا نسخہ اسپینی زبان میں ۱۸۴۷ء میں منظر عام پر آیا؛ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد مفقود ہوگیا پھر علامہ شیخ محمد رشید رضا مصری نے اس انجیل کو شائع کیا اور اس کے آغاز میں ایک بہت اہم مقدمہ لکھا، یہ کتاب عیسائیت میں کی گئیں تحریف و تصحیفات پر واضح شاہد ہے۔

یہ تمام اناجیل عیسائی دینی عقائد، احکام، عبادات اور اخلاق کو تفصیل سے پیش کرتی ہیں اور خاص طور پر ان کے بنیادی عقائد حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت، ان کی نبوت اور تثلیث کے اصولوں پر روشنی ڈالتی ہیں۔

اناجیل کی صحت

وہ انجیل جن کی صحت پر عیسائیوں کا اتفاق ہے، ان میں اناجیل اربعہ ہیں، (ان کی صحت اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملفوظات ہیں)، کے بارے میں محققین کو شک ہے اور وہ اپنے شکوک کے چند اسباب ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

پہلا سبب: یہ اناجیل اس تورات سے مختلف ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان رکھتے تھے، اور جس کی تکمیل کے لیے آپ کی بعثت ہوئی تھی، مثلاً تورات اللہ کی وحدانیت کی طرف بلاتی ہے، جبکہ یہ اناجیل تثلیث کے عقیدہ کی داعی ہیں، بالکل اس طرح یہ اناجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب، ان کی تاریخ اور ان کے قصوں کی بابت قرآن سے مخالفت پائی جاتی ہیں، حالانکہ ان مذکورہ اشیاء کا علم آپ کو بذریعہ وحی ہوا تھا، اور وحی جھوٹ نہیں ہوسکتی۔

دوسرا سبب: خود اناجیل کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض میں کچھ ایسے اضافے ہیں جو دوسری اناجیل میں نہیں ہیں، اسی اختلاف نے عیسائی مذہبی پیشواؤں کو اعتراض کرنے والوں کے جوابات دینے سے عاجز کردیا اور عیسائی کو شک و شبہ میں مبتلا کردیا۔

تیسرا سبب: یہ اناجیل جو باہم متعارض ہیں، ان میں بعض معتبر ہیں اور بعض معتبر نہیں ہیں، جیسا کہ قرآن کریم، نبی کریم ﷺ سے اس وقت نقل کیا گیا جبکہ آپ باحیات تھے ان اناجیل کا حال یہ ہے کہ ان کی تدوین معنوی اعتبار سے عمل میں آئی نہ کہ لفظاً۔ وہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح کی وفات کے ۴۰ء کے بعد تدوین کا کام ہوا۔

ان اناجیل کے سلسلہ میں سب سے پیچیدہ معاملہ یہ ہے کہ ان کی تدوین پولس کے ان عقائد پر ہوتی ہے جن کو اس نے اپنے رسائل میں کتاب الٰہی کی تدوین کے سلسلہ میں ۵۵ء اور ۶۳ء کی درمیانی مدت میں لکھا ہے، اور اس دوران پولس نے عقائد میں ردوبدل اور تحریف کے لیے خوب موقع سے فائدہ اٹھایا۔

چوتھا سبب: یہ اناجیل موجودہ جدید دور کے ایجادات وانکشافات کے معارض ہیں۔

عہد جدید کے دیگر اسفار

ان مذکورہ متعدد اناجیل اور چاروں معتمد انجیلوں کے علاوہ عیسائیوں کے ۲۳ مزید اسفار ہیں جن کو ہم یہاں اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:

۱۔ دو منفرد اسفار، ان میں سے ایک لوقا کے نمائندوں کے اعمال پر اور دوسرے یوحانا کے خواب پر مبنی ہے۔

۲۔ یہ اسفار کے دو مجموعے ہیں، جن میں سے ایک چودہ اسفار مشتمل ہے اور یہ پولس کے خطوط ہیں، دوسرا مجموعہ سات اسفار پر محیط ہے یہ کیتھولک کے خطوط ورسائل ہیں۔

پولس کے خطوط

● اسی وجہ سے موجودہ عیسائیت عہد جدید کے دیگر اسفار کے مقابلہ میں پولس کے خطوط وتعلیمات پر زیادہ اعتماد کرتی ہے، یہ عیسائیت دیگر رہنماؤں کے مقابلے میں پولس سے زیادہ نسبت رکھتی ہے، یہاں تک کہ جب رسول کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے

صرف تنہا پولس کی ذات مراد ہوتی ہے۔

پال کے خطوط (pauline Epistles)

پال نے عیسائی ہونے کے بعد تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا انہوں نے کئی تبلیغی سفر کیے اور لوگوں کو تعلیمات مسیح علیہ السلام کی طرف سے ہدایت دیں انہوں نے مختلف شہروں کے عیسائیوں کو خطوط روانہ کیے جن میں سے چودہ خطوط عہد نامہ جدید میں شامل ہے۔ یہ چودہ خطوط جو انہوں نے مختلف قوموں کو لکھے عیسائیت کے عقائد اور تشکیل اور اس کی تشریح و توضیح میں خاص اہمیت رکھتے ہیں ان کا سابقہ دور میں عالم اور حامل مطالعہ ہونے کا اثر ان کے خطوط میں بھی واضح ملتا ہے وہ دینیات اور عیسائی عقائد کے حوالے سے لکھتے ہوئے خاص انداز اپناتے ہیں ان کے خطوط کی اہم خصوصیت ان کا مذہبی جوش سے معمور ہونا ہے، ان میں پطرس اور یعقوب کے خطوط شامل ہیں۔

یوحنا کے خطوط اور مکاشفات

یوحنا کے مکاشفات The Book of Revelation عہد نامہ جدید کی آخری کتاب ہے اس سے پہلے ان کے تین خطوط بھی شامل ہیں۔ عیسائی علماء کا اعتقاد ہے کہ یوحنا اپنے مسیحی ایمان کی وجہ سے یونان اور ترکی کے درمیان واقع سمندر پتمس نامی جزیرے پر جلاوطنی کے دن گزار رہے تھے۔ وہیں انہوں نے کچھ سچے خواب دیکھے جو انہوں نے اس کتاب میں بیان کر دئے۔ ان کی انجیل کی طرح یہ کتاب بھی 96-90 کے عرصے میں یونانی زبان میں لکھی گئی۔

عیسائی فرقے اور جماعتیں

مسیحیت مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہے، ان میں سے کچھ فرقے یہودیوں اور رومیوں کے سبب اور کچھ ان پر دیگر مسیحی جماعتوں کے غالب آجانے کی

وجہ سے مٹ گئے۔ مشہور نیقہ کانفرنس سے پہلے مسیحیت میں توحید و وحدانیت موجود تھی ،اس وقت مؤحدین کا مشہور و معروف رہنما اریوس زندہ تھا اور اس کے متبعین کثرت سے تھے اس کے متبعین میں قسطنطنیہ کا پادری بھی تھا اور اس کا نظریہ مصر و شام اور مقدونیہ کے علاقوں میں عام تھا۔

مؤحدین کا گروہ پولس شاطی کے ساتھیوں پر مشتمل تھا۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ پولس انطاکیہ شہر کا پادری تھا اور صحیح اور خالص توحید پر مبنی عقائد کا حامل تھا، اس کا عقیدہ یہ تھا کہ دیگر انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی اللہ کے برگزیدہ بندے اور اس کے رسول ہیں ،اور جب بھی اس کے سامنے عیسیٰؑ کے کلمہ الٰہی اور روح قدس کے سلسلہ میں بحث و مباحثہ ہوتا تو وہ اس بحث میں حصہ لینے سے باز رہتا۔

مقدونیوس

یہ ایک توحید پسند گروہ تھا جو نیقہ کانفرنس کے بعد منظر عام پر آیا۔ یہ وہ دور تھا کہ سرکاری طور پر توحید دین مسیحیت سے بہت دور ہو چکی تھی، گو اس گروہ کے افراد تعداد میں زیادہ تھے اور معزز تھے، یہی وجہ تھی کہ ان کی اس بڑی تعداد کو دیکھتے ہوئے حکومت توحید کا مکمل خاتمہ تو نہ کر سکی؛ لیکن اس نے مؤحدین کو کلیساؤں کی سیاست و قیادت سے دور رہنے پر مجبور کر دیا، ان کو جلا وطن اور ملک بدر کر دیا گیا؛ تاکہ ان کی تعلیمات حکومت اور عوام تک نہ پہنچ سکیں، وہ تمام فرقے اور جماعتیں ظاہر ہونے لگیں جو سب کے سب عیسیٰؑ کی خدائی کی قائل تھیں، صرف ایک مقدونیوں کا یہ گروہ ایسا تھا جو روح القدس یا مسیح کے خدا ہونے کا منکر تھا، اس گروہ نے حضرت مسیح کی الوہیت (باطل عقیدہ) کا مقابلہ کیا۔

جبکہ تمام کلیسائیں اس باطل عقیدہ کی حمایت کر رہی تھیں، اور لوگوں میں اس کی دعوت و تبلیغ کر رہے تھے، اور شاید مقدونیوس ہی وہ واحد گروہ تھا جو مسلسل توحید کا دامن تھامے ہوا تھا، اور اسی گروہ میں آریوس اور دیگر عیسائی توحید پرست شامل تھے، اور یہ لوگ

مجلس نیقہ اور فرقہ وارانہ دینی مظالم کے آغاز سے پہلے توحید کی تبلیغ و اشاعت کا کام کر رہے تھے۔ ابن بطریرک کہتے ہیں کہ:

"قسطنطین ثانی کے بیٹے قسطنطین بادشاہ کی بادشاہت کے دسویں سال مقدونیوس قسطنطنیہ کا اسقف بنایا گیا، وہ کہا کرتا تھا کہ روح القدس بھی ایک مخلوق ہیں، اس عہدہ پر دس سال فائز رہا، اس کے بعد اس کی وفات ہوگئی، پھر قسطنطنیہ میں اس کی تردید کے لیے ایک مجلس منعقد ہوئی"

تسطوریین

یہ جماعت قسطنطنیہ کے ایک پادری نسطور کی طرف سے منسوب ہے، وہ پادری اس منصب پر چار سال دو ماہ فائز رہا، اس کی رائے یہ تھی کہ پاکیزہ مریم نے خدا کو نہیں مانا ؛ بلکہ صرف ایک انسان کو پیدا کیا ہے اور عقیدہ تثلیث میں اقنوم ثانی کے بارے میں کہا کہ اقنوم ثانی بیٹا ہی ہے، جو مجسم نہیں تھا اور اس کو مریم نے پیدا نہیں کیا؛ بلکہ مریم نے تو ایک انسان کو پیدا کیا جو ولادت کے بعد اقنوم ثانی متحدہ ہوگیا

اور یہ اتحاد ترکیبی نہیں تھا اور نہ ہی اتحاد حقیقی تھا بلکہ مجازی تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو محبت کا جوہر دیا اور نعمت سے نوازا، اور وہ بیٹے کے مقام تک پہنچ گیا، پھر اس یقین نے اس پادری نسطور کو اس بات پر مصر کر دیا کہ وہ مسیح جو لوگوں سے مخاطب ہوئے، یا جنہوں نے لوگوں سے کلام کیا اور جن کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا اور لوگوں کے گمان کے مطابق ان کو سزا بھی دی گئی اس مسیح میں کبھی جوہر الٰہی تھا ہی نہیں، نہ تو وہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے تھے، تو جب نسطور نے یہ بات کہی تو اس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی رائے واپس لے ؛ لیکن اس نے انکار کر دیا۔

چنانچہ ۴۳۱ء میں مجلس افسیس منعقد ہوئی جس کی تجویز میں اس پر لعنت

ہوئی،اس کی تردید کی گئی اور اس بات کا اقرار کیا گیا کہ مریم نے اللہ اور انسان کو جنا ہے، پھر نسطور کو اس کے منصب سے ہٹا دیا گیا اور جلاوطن کر دیا گیا۔

چنانچہ وہ مصر چلا گیا اور اخمیم میں مقیم رہا، یہاں تک کہ وہیں اس کی وفات ہوئی ،ابن بطریرک کہتے ہیں کہ نسطور کی دعوت دب کر مٹ چکی تھی۔اس کی وفات کے ایک عرصہ دراز کے بعد شاہ فارس قباد بن فیروز کے دور میں برصوما مطران اٹھا اور اس نے دوبارہ نسطور کی دعوت کو زندہ کیا اور بلاد مشرق اور خاص طور پر ملک فارس میں اس کی نشر و اشاعت کی ،لہذا مشرقی ممالک میں عراق ،موصل اور جزائر میں نسطوریہ نصاریٰ کی تعداد زیادہ ہوگئی ،یہاں نسطوری لوگ آج بھی ہیں ،اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو کلدان بھی کہا جاتا ہے ،ان کا ایک گروہ ہندوستان میں اور دوسرے عجمی ملکوں میں بھی رہتا ہے۔

پھر نصاریٰ نسطور کے مذہب اور فکر سے منحرف ہوگئے اور یہ عقیدہ رکھنے لگے کہ مسیح علیہ السلام میں دو طبیعتوں کی طرح دو اقنوم ہیں جو باہم مل گئے ہیں ،یعنی معبود انسان میں تحلیل ہوگیا ہے اور اس اختلاط سے ایک تیسرا وجود بن گیا ہے ،حالانکہ نسطور کا یہ عقیدہ نہیں رہا ہے کہ اقنوم ثانی مسیح سے مخلوط ہوگیا بلکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح ابن اللہ ہیں اور ان کو محبت اور مودت کا جوہر دیا گیا ہے، حقیقی معبودیت عطا نہیں کی گئی ،وہ رومی کلیسا جو گذشتہ صدیوں سے اپنے ہر مخالف کے معتقدادوار وافکار کی سختی سے مخالفت کرتا رہا ہے اور ہر مخالف کو کافر قرار دیا ہے۔اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے ،البتہ ان دونوں سیاسی پالیسی کے پیش نظر ذرا نرم پہلو اختیار کیا ہے ،اور اپنے سینے کو مخالفین کے لیے کشادہ کر لیا ہے، اور ان کے حق میں تاویلات تراشنے لگا ہے ،تا کہ وہ مخالفین کلیسا کی جانب سے کی گئی سابقہ لعنت وملامت اور محرومیوں کو فراموش کر کے اس کلیسا کا حصہ بن جائیں۔

اختلاف کی بنیاد

عقیدہ و توحید میں متحد ہونے کے باوجود ان عیسائیوں میں تفریق کی بنیاد حضرت

عیسیٰ مسیح کی شخصیت ہے، آیا وہ دو طبیعتوں اور دو چاہتوں کے مالک ہیں؟ یا پھر وہ ایک اقوام ہیں؟ یا ان کی ایک ہی الٰہی طبیعت ہے اور وہ صرف ایک مشیت کے مالک ہیں؟

ایک دوسرا اہم سبب عقیدہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے جو کہ روح القدس کے بارے میں تیسری کانفرنس کے بعد پیدا ہوا ہے کہ روح القدس کا وجود کس سے آیا ہے؟ آیا صرف باپ سے یا باپ اور بیٹے دونوں سے؟ اسی طرح ایک تیسرا اختلاف پیدا ہوا اور وہ کلیسا اور مذہبی اشخاص کے اختیارات کتاب مقدس کی شرح وتفسیر میں، پروانہ مغفرت کو صادر کرنے اور حرمان کی قرارداد کے سلسلہ میں کیا ہونے چاہئیں؟

اس طرح عیسائیت کی تاریخ میں ہمیں بہت سے فرقے مل جاتے ہیں۔مثلاً یعقوبیہ اور نسطوریہ وغیرہ لیکن دور حاضر میں اس کے تین بڑے فرقے مشہور ہیں: کیتھولک آرتھوڈکس اور پروٹسٹنٹ:

ا۔کیتھولک

کیتھولک کے معنیٰ عوام کے ہیں اس جماعت کو مغربی اور لاطینی کلیسا بھی کہا جاتا ہے اور اس طرح پطر یا رسولی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور اس مذہب کا مؤسس اول رسول کو تسلیم کیا جاتا ہے، جو کہ ایک بزرگ حواری تھا، روم کے پادری اور اسقف اس کے جانشیں ہیں، اس مذہب میں پوپ کو زمین پر مسیح کا بڑا شاگرد سمجھا جاتا ہے اور وہ اللہ کا نمائندہ مانا جاتا ہے؛ اس لیے اس راہ میں کسی اختلاف ومناقشہ کی گنجائش نہیں ہوتی؛ کیونکہ تمام پادری خطاؤں سے پاک اور گناہوں سے مبراء ہوتے ہیں۔

کیتھولک کلیسا سب سے بڑا کلیسا یا ام الکنائس ہے، خاص طور پر اٹلی، بیجنگ فرانس، اسپین اور پرتگال میں اس کو بڑی عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس مذہب کو ماننے والے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح کی دو طبیعتیں ہیں، ایک خدائی فطرت اور دوسری انسانی، یعنی ان میں خدا اور انسان جمع ہوگئے ہیں، اور

یہ روح القدس کا وجود باپ اور بیٹے دونوں خداؤں سے ہوا ہے۔

● فاتیکان یہ ملک روم کا ایک محلہ یا چھوٹا شہر ہے جو اس پوپ کا مسکن ہے، اس کے اور اس کے معاونین کی پائے سلطنت ہے، اسی کے ہاتھ میں باہر رہنے والے عیسائیوں کے معاملات کی باگ ڈور ہے، فاتیکان کے علاقہ کو روحانی اور انتظامی آزادی حاصل ہے، وہ کسی کے ماتحت نہیں ہے، اس کے نمائندے پوری دنیا میں اپنی حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں اور عیسائیوں کے مفاد کا ہر جگہ خیال رکھتے ہیں، یہ درحقیقت عیسائی مشنری کا مرکز اور مغربی سامراجیت کے مہرے ہیں۔

کیتھولک حضرات کے نزدیک ویٹی کن ایک مقدس مقام ہے۔ سولہویں صدی تک کیتھولک عیسائیوں کا سب سے بڑا فرقہ تھا اس وقت یہ فرانس اٹلی بیلجیم ہسپانیہ پرتگال وسطی و جنوبی امریکہ اور فلپائن میں اکثریت میں ہیں جبکہ باقی ایشائی اور افریقی ممالک میں ان کی بڑی اقلیتیں پائی جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک راہبوں کے لیے خنزیر کی چربی کھانا حلال ہے۔

۲۔ پروٹسٹنٹ

اس فرقہ کو انجیلی کلیسا بھی کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ صرف انجیل پر عمل کرتے ہیں کسی اور پر نہیں، وہ اپنے کو سمجھتے ہیں کہ وہ کسی اور کی فہم کے محتاج نہیں اور نہ وہ کسی کی فہم کے تابع ہیں، ان کا کہنا ہے کہ صرف پوپ اور پادری ہی انجیل کو سمجھنے کے لیے مختص نہیں ہے، ہر اس شخص کو انجیل سمجھنے کا حق ہے جو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، انہیں کلیسا والوں سے سخت اختلاف ہے کہ صرف کلیسا کے لوگ انجیل سمجھنے کے لیے وقف ہیں اور یہ لوگ (اہل کلیسا) الہام اور ان غیر مکتوب تعلیمات کے قائل ہیں جس کے بارے میں پادریوں کا خیال ہے کہ اہل کلیسا ان کی روایت یکے بعد دیگرے نقل کرتے ہوئے آئے ہیں۔

یہ فرقہ پروٹسٹنٹ رہبانیت کا قائل نہیں ہے اور دیندار لوگوں کیلئے شادی بیاہ کو بھی

حرام سمجھتے ہیں، یہ فرقہ جرمنی، انگلینڈ، ڈنمارک، ہالینڈ، سوئزرلینڈ، ناروے اور شمالی امریکہ میں پھیلا ہوا ہے۔

یہ پروٹسٹنٹ کلیسا دراصل کیتھولک چرچ کا ایک ہی حصہ تھا؛ لیکن یہ دینی اصلاح کے نام پر کیتھولک سے اس وقت الگ ہوا جبکہ پادری کے وسیع اختیارات کے خلاف علم بغاوت بلند ہوا، یہ پندرہویں اور سولہویں صدی کے بیچ کا زمانہ تھا، اس دور میں تحریک دینی اصلاح کی جو لوگ قیادت کر رہے تھے، ان میں مشہور ترین قائدین المانیاں کا مارٹن لوتھر اور انگلینڈ کا ٹامس ماموں تھے۔

ایونجلیکل ازم (Evengelicalism)

ایونجلیکل ازم پروٹسٹنٹ عیسائیت کی ایک با اثر تحریک ہے۔ اس کا آغاز سترہویں صدی عیسوی میں ہوا اور 1730 میں یہ ایک منظم تحریک بن گئی۔ اس وقت انجیل کی اشاعت عالمی سطح پر یہی کمیونٹی کر رہی ہے۔ ایونجلیکل انجیل کے کئی پرانے ورژنز کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس جماعت کی اساس چار امور پر ہے۔

۱۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان

۲۔ تمام کتب مقدسہ پر اناجیل کی اتھارٹی

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق صلیب اور اس کے بعد ان کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان

۴۔ وسیع پیمانے پر بائبل کی تعلیمات کی نشر و اشاعت

ان تین بڑے فرقوں کے علاوہ کئی معاملات میں اختلاف کی بناء پر اور بھی فرقے موجود ہیں اس اختلاف کی بنیاد زیادہ تر اس بات پر ہے کہ تثلیث میں باپ اور بیٹے سے متعلق نوعیت کیا ہے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح دونوں ہی خدا ہیں یا ان میں سے ایک خدا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ذیل میں ہم ایک چارٹ پیش کر رہے ہیں جس میں عیسائیت کی ان تینوں فرقوں کے باہم موجود اہم اختلاف واضح ہو جائے گا۔

۳۔ آرتھوڈکس

اس چرچ کو مشرقی یا یونانی کلیسا اور روم آرتھوڈکس بھی کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ اس کلیسا کے اکثر متبعین مشرقی روم مثلاً روس بلقان سے تعلق رکھتے ہیں، اس چرچ کا اصلی مستقر ترکی کا شہر قسطنطنیہ تھا، یہ فرقہ اپنے اصل مسکن سے دور ہو گیا، اب یہ مصر، حبشہ اور افریقہ کے بڑے بڑے علاقوں کے متعدد مستقل کلیساؤں کا سینٹر ہے، کھانے پینے کی اشیاء میں حرام چیزوں سے اجتناب کرتے رہے ہیں، چنانچہ اس گروہ نے خون اور غیر مذبوح جانور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے، جبکہ مغربی کلیسا نے اس کی اجازت دی ہے۔

یقیناً یہ کلیسا روم کے کیتھولک کلیسا کے زیر اثر تھا باوجود یہ کہ اس کے متبعین کے معتقدات کے بارے میں اہل کلیسا کے دلوں میں شک تھا، بعد اس کے کہ مسیح کی فطرت وطبیعت کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہوا جس کے نتیجے میں متعدد مسیحی فرقے وجود میں آئے یہاں تک کہ روح القدس کے وجود کا مسئلہ پیدا ہوا کہ آیا ان کا وجود صرف باپ سے ہے؟ یا باپ اور بیٹے دونوں سے ہے؟

قسطنطنیہ کے پادری نے اس بات کا اعلان کیا کہ روح القدس صرف باپ سے وجود میں آئے ہیں، اس پاداش میں روم کلیسا کے صدر نے اس کی معزولی فرمان جاری کر دیا ،فوسیوں (پادری) کے لیے اپنے منصب پر دوبارہ واپس ہونا ممکن ہو گیا۔

چنانچہ ۸۷۹ء میں قسطنطنیہ میں ایک دوسری کانفرنس منعقد کی گئی جس کو یونانی مشرقی کانفرنس نام دیا گیا اور اس کانفرنس میں اس نے پہلی کانفرنس میں پاس کی گئی تمام تجاویز کو یکسر رد کر دیا اور اس بات کو پاس کیا کہ روح القدس کا وجود صرف باپ سے ہے، اس کے بعد اس کے متبعین اور حامیوں کے نزدیک اس کی ہر کانفرنس انٹرنیشنل متصور

ہوتی اور دوسرے فرقہ کی کانفرنس محدود پیمانہ پر سمجھی جاتی ، بلکہ بے اثر اور باطل گردانی جاتی ، ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر یا فاسق کہتا اور اپنے کو پاکباز کہتا۔

آرتھوڈکس کا عقیدہ

''تاریخ المسیحیۃ فی مصر'' کے مصنف نے مصری کلیسا کے عقیدہ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے ہمارا چرچ جو کہ صحیح مستقیم رائے رکھتا ہے، کا ایمان کیرلس اور دیسقورس سے محفوظ ہو گیا ہے: ہمارے چرچ کے ساتھ حبشی ، آرمینی ،سریانی اور آرتھوڈکس کلیسا بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی ذات ایک اور تین اقانیم کا مجموعہ بھی ہے، اور تین قسم اقانیم ، ایک اقنوم (خدا) باپ ، دوسرا اقنوم بیٹا اور تیسرا اقنوم روح القدس اور دوسرا اقنوم بیٹا روح القدس اور مریم عذراء سے مجسم ہوا ہے، اس طرح اقنوم بیٹا ان کے ساتھ مل کر ایک جسم بن گیا ، ایک ذاتی اکائی جوہر جو اختلاط اور تحلیل سے مبرا ہے، اور علیحدگی سے پاک ہے اور اس اتحاد کی وجہ سے بیٹا دو طبیعتوں سے ایک طبیعت اور ایک مشیت کا مالک ہو گیا۔

مارونیہ

یہ فرقہ یوحنا مارون کی طرف منسوب ہے، جو ۶۶۷ء میں اپنی اس رائے اور عقیدہ کی وجہ سے مشہور ہوا کہ مسیح کی طبیعتیں گرچہ دو ہیں؛ لیکن ایک اقنوم میں دونوں طبیعتوں کے مل جانے کی وجہ سے ارادہ اور مشیت ایک ہی رکھتے ہیں، کچھ پادریوں نے ان کی حمایت کی اور ان کا ساتھ دیا؛ لیکن اس کے باوجود یہ فرقہ بطارقہ کی نگاہ میں ترقی نہیں کر سکا، اس لیے انہوں نے شاہ روم یوغا ناقوس کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ان کی زیر نگرانی ایک انٹرنیشنل کانفرنس بلائے ؛ تاکہ اس میں یہ تجویز پاس کرے کہ مسیح کی دو طبیعتوں اور دو مشیتوں کا اقرار کیا جائے۔

چنانچہ یہ چھٹی کانفرنس تھی جو ۶۸۰ء میں شہر قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی اور اس کے قیام کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس شخص کو لعن طعن کیا جائے جو مسیح کے لیے ایک مشیت کے قائل ہو جیسا کہ ہر شخص پر لعنت کی گئی اور اس کی تکفیر کی گئی ،جس نے رومانیہ مذہب کو اختیار کیا، اور اس جماعت سے منسوب ہوا۔

اور یہ بات بھی واضح رہے کہ مارون کی رائے کو اختیار کرنے والا گروہ صاحب طاقت وقوت اور شان وشوکت کا حامل نہیں تھا کہ وہ فریق مخالف اذیت اور اس کے ظلم واستبداد سے بچ سکتا تھا،جس کی وجہ سے جب مارونیہ فرقہ پر آفت آئی ،ظلم واستبداد کا حد سے زیادہ شکار ہوا کہ اس کے مقابلہ کی اس میں سکت نہ تھی ،اس کے سامنے راہ فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ انہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے صرف لبنان کی چند بستیوں کے علاوہ کوئی دیگر اور جگہ محفوظ نہیں پایا،تو وہیں جا کر اپنا پناہ گزیں ہو گئے۔

ایک عرصہ دراز تک وہاں محفوظ و مامون زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ سیاست نے نئی بازی کھیلی اور وہاں کے رومی کلیسا نے ان کو خود سے قریب کرنا شروع کر دیا ،ان لوگوں نے بھی کیتھولک کلیسا کی اطاعت قبول کرنے اور اس کے ساتھ ضم ہو جانے کا اعلان کر دیا؛ لیکن اپنی رائے پر قائم رہنے کی شرط کے ساتھ اس جماعت کا اتحاد رومی کلیسا کے ساتھ ۱۱۸۲ء کے بعد ہوا، یہ جماعت اب تک جبل لبنان میں رہائش پذیر ہے، ان کا ایک خاص پادری اور اسقف ہوتا ہے، جو اس وقت ان لوگوں کا معوشی پادری ہے ؛لیکن سیادت ،رومی اسقف کو رہتی ہے۔

مذہب عیسائیت کا خلاصہ

عیسائیوں کے یہاں الوہیت مسیح اور ابنیتِ مسیح کا عقیدہ پایا جاتا ہے جو مشرکانہ عمل ہے اسی طرح عقیدۂ کفارہ کی اصل یہ ہے کہ یسوع مسیح نے صلیب پر جان دے کر تمام بنی آدم کے گناہوں کو چھپا لیا ہے اور ان کے نجات کا موجب بن گئے ہیں، عیسائیوں کے نز

دیک ہر انسان پیدائشی گناہگار ہے۔ حضرت آدم اور حوا نے جو گناہ کیا وہ وراثتاً ہر شخص کی فطرت میں چلا آ رہا ہے جس کی وجہ سے ہر شخص گناہگار ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک نیک اعمال نجات کا موجب نہیں ہو سکتے ، اگر اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ توبہ اور استغفار سے معاف کر دے تو اس کا رحم اس کے عدل کے خلاف ہے ۔خدا رحیم ہے اور اس کا رحم چاہتا ہے کہ انسان سزا سے بچ جائے۔ پھر وہ عادل بھی ہے اور عدل کا یہ تقاضا ہے کہ گنہگار کو سزا ضروری دی جائے۔ اب رحم اور عدل ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور بندے کی نجات کا ہونا ضروری ہے۔

لہٰذا خدا نے بندوں کو نجات دلانے کے لئے ایک صورت یہ نکالی کہ اپنے بیٹے یسوع مسیح کو بھیجا۔ وہ تمام گناہوں سے پاک اور معصوم تھا۔ اس نے لوگوں کے تمام گناہوں کو اپنے اوپر لے کر جان کی قربانی دے دی اور سارے لوگوں کے لئے نجات کا ذریعہ بنا۔

اسلام اور عقیدۂ کفارہ

کفارہ کا نظریہ غیر فطری، خلافِ عقل اور خلافِ انصاف ہے، اس لئے اسلام نے اسے باطل ٹھہرایا ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم تسلیم کیا گیا ہے۔ وہ انسانوں کے گناہ توبہ واستغفار کرنے پر معاف کر دیتا ہے جیسا کہ سورہ النساء آیت نمبر ۴۸ اور سورہ انعام آیت نمبر ۱۲ اور سورہ فاطر آیت نمبر ۱۸ میں ذکر ہے۔

بنی نوع انسان کا گناہگار ہونا

عیسائی عقیدے کے مطابق بنی نوع انسان گناہگار ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے جو گناہ کیا تھا اس کا اثر وراثتاً اور نسلاً ہر انسان میں چلا آ رہا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ اثر نطفہ کے ذریعہ نسل انسانی میں منتقل ہو رہا ہے۔ مسیح اسی لئے بن باپ کے پیدا کئے گئے تا کہ ان کو گناہ کے اثر سے محفوظ رکھا جائے۔ لہٰذا جمیع بنی نوع انسان گناہ میں ملوث ہیں۔

مسیح کی موت

عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح نے گنہگار انسانوں کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لے کر صلیب پر موت دے دی، تاکہ صلیب پر ایمان لانے والے نجات پا جائیں۔ مسیح تین دن قبر میں رہے، پھر زندہ ہو گئے اور آسمان پر چلے گئے اور اب خدا کے داہنے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں کی جانب اٹھا لیا۔ وہ قرب قیامت میں واپس تشریف لائیں گے۔ اسلام کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ نساء آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۹ میں تفصیل سے ذکر ہے۔

اسی طرح سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۵ تا ۴۹ میں، سورہ نساء آیت نمبر ۱۷۱، سورہ صف آیت نمبر ۶ اور سورہ مریم آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳ میں تفصیل موجود ہے

تصور شریعت اور عیسائیت

عیسائی عقیدے کے مطابق شریعت لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد شرائع نازل کیں، سنیٹ پولوس کے نزدیک انسان شریعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس لئے شریعت لعنت ثابت ہوئی کیونکہ آدم کے ارتکاب گناہ کی وجہ سے انبیاء بھی بے گناہ نہ نکلے۔

جبکہ اسلام میں شریعت ذریعہ ہدایت ہے اسلام شریعت کو ''ھدی للناس'' (لوگوں کے لیے ہدایت) کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے شریعت بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت کے طور پر نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت کے خلاف نہیں ہو سکتا، اس نے کوئی ایسے احکام نازل نہیں کئے جن پر انسان عمل نہ کر سکتا ہو جیسا کہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۶، سورہ روم آیت نمبر ۳۰ میں تفصیل سے ذکر ہے۔

مندرجہ بالا معلومات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں حق کی دعوت پیش کرنے میں بڑی سہولت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۶/۱/۲۰۱۹ء